خواتین جہاد
شمارہ اول
رمضان المبارک ۱۴۴۴ ھ ق مارچ 2023 ء

میری بہنو!

یہ دور آخری دور ہے۔ اس وقت تمام عالم کفر اکٹھا ہو کر اسلام کو بالکل ختم کرنے پہ تُلا ہوا ہے۔ اور ہمارا اثاثہ چند مجاہدین ہیں۔ ہمارے حالات جھل کے اُس منہج پر ہیں کہ ہمارے مسلمان بھی کفر کو اسلام سمجھ بیٹھے ہیں، وہ بھی محض چند ٹکوں کیلیے۔

فہرست

1	خواتین کا جہاد، مگر کیسے؟	اداریہ
2	صنفِ نازک، اپنا فرض سمجھنے کی کوشش کریں!	ام حمدان
3	اسلام میں ہجرت کا تصور، اہمیت اور فضیلت	ام دجانہ
4	بے حیائی سے بچاؤ، والدین اور تعلیمی اداروں کا فرض	بنت معراج الدین
5	"اسلاموفوبیا" کی اصطلاح کے گمراہ کن حربے	بنت معراج الدین
6	ہم شوہروں کی ماتحت بھی رہیں گی اور بچے بھی پیدا کریں گی	پروفیسر پروین
7	آہ صحابیات مائیں!	بنت عمر فاروق
8	خواتین کا جہاد میں کردار	ام عبداللہ
9	قصہ، ایک "دہشتگرد" کا	اختِ ریحان جہلمی
10	حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا	تذکرۂ مؤمنات

خواتین کا جہاد، مگر کیسے؟

آج کل مجاہدین سے ایک بہت ہی اہم سوال کیا جاتا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ صرف مرد ہی نہیں خواتین بھی جہاد کریں مگر حقیقت یہ ہے کہ خواتین جہاد پر جائیں گی تو وہاں ان کے گرفتار ہونے کا زیادہ سے زیادہ چانسز ہوتے ہیں اور پھر آپ کو تو معلوم ہے ہی کہ نام نہاد اسلامی فوج نے پھر ایک خاتون کے ساتھ کس طرح پیش آنا ہے؟ تو اگر یہ بہنیں جہاد کرنا چاہیں بھی تو آج کل اس کا کیا طریقہ کار ہونا چاہئے؟۔

اس کا جواب تو ایک ہی ہے مگر اس کو آسانی کے ساتھ سمجھنے کیلئے تین حصوں میں تقسیم کرنا پڑے گا۔ مگر اس سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ جہاد عام ہے یعنی دینِ اسلام کے نفاذ کی خاطر ہر قسم کی کاوشوں (تحریض علی القتال، تجہیز المجاہد، جہاد بالمال، جہاد بالقلم وغیرہ) کو کہا جاتا ہے، جبکہ قتال خاص ہے لڑنے کے ساتھ۔ اب اگر خواتین قتال میں حصہ نہیں لے سکتیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے کہ وہ جہاد کے دوسرے شعبہ جات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

اس سلسلے میں خواتین کو سب سے پہلے اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرنی چاہیے کہ وہ بڑے ہو کر جہاد کے علاوہ کسی اور چیز کا نہ سوچیں، اور وہ نظریاتی طور پر ایک ایسا مسلمان ہو جو کم از کم طاغوتی نظاموں سے بیزار اور اس کا منکر ہو۔ جس طرح آج کل کی مائیں بچوں کی دنیوی تعلیم کا سوچتی ہے کہ اس کے جیومیٹری بکس سے لیکر لنچ بکس تک کا خیال رکھتی ہیں تو اس طرح اس کے دل و دماغ کا بھی خیال رکھے کہ کہیں میرا بچہ بڑا ہو کر غیروں کا آلۂ کار نہ بنے اور ایسا نہ ہو کہ وہ اسلام دشمن بن جائے یا کم از کم ظلم کا ساتھ دے۔ اس کیلئے دینی تعلیمات کیلئے سہولتکاری کرنا اور کسی نظریاتی مجاہد / تنظیم کے ساتھ رابطے میں رکھنا ماں کا اولین فرض ہونا چاہیے۔ یہ بہت طویل موضوع ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ ایک ماں اپنے بچے کو عملی نہ سہی ذہنی طور پر مجاہد بنانے کی بھرپور کوشش کرے۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے، اس سے بڑھ کر خواتین اپنے بچوں کی جدائی سہتے ہوئے اسے محاذ پر بھیجے یا خود بھی اس کے ساتھ ہجرت کر کے اس کا بازو مضبوط کرے تو یہ اعلیٰ درجہ ہو گا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ خواتین جہاد بالمال کریں۔ از روئے شریعت مطہرہ جہاد بالمال بہت سے فضائل کا حامل جہاد ہے بلکہ یوں کہنا مناسب ہو گا کہ یہ متعدی جہاد ہے یعنی اس عمل سے صرف آپ ہی مجاہد نہیں بن رہیں بلکہ اس مال کے ایک ایک ذرے سے جو مجاہد مستفید ہو گا اور وہ اس کے راہ جہاد میں باقی رہنے کیلئے سبب بنے گا گو آپ کو اسی مجاہد جتنا ثواب ملے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

سیرت رسول و صحابہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جہاد بالمال سے مسلمان کی فضیلت میں بڑھوتری آتی ہے، جیسا کہ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے۔ لہذا خواتین مجاہدین کی مالی مدد کر کے خود بھی جہاد میں شامل ہوں اور دوسروں کو بھی اس راہ سے غربت و لاچاری کی وجہ سے ہٹنے سے روکنے کا بھرپور عزم کریں۔

اگر آپ یہ بھی نہیں کر سکتیں تو کم از کم جہاد بالقلم تو ضرور بالضرور کریں۔ مجاہدین کے ساتھ سوشل میڈیا پر جڑے رہتے ہوئے ان کے ساتھ میڈیا کے اہم شعبے میں ان کی مدد کریں۔ اپنی بطور ویڈیو/فوٹو ایڈیٹر و لکھاری صلاحتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مجاہدین کا ہاتھ بٹائیں اور خود بھی مجاہد کی فضیلت پائیں۔

صنف نازک، اپنا فرض سمجھنے کی کوشش کریں!

ام حمدان

امت مسلمہ کی معزز شہزادیو! بڑے خواب سجانے والوں کے فرائض بھی بڑے ہوتے ہیں۔

ہم، جو جنت کے بالاخانوں میں اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ محفل سجانے کی چاہ میں موت کا انتظار کرتی ہیں۔

ہم، جو بہشت کے مرغزاروں میں خواتین اہل جنت کی ملکہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رفاقت میں چہل قدمی کے خواب دیکھتی ہیں۔

ہم وہ، جن کے قلوب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کی تمناؤں سے معطر رہتے ہیں۔

ہم، جو امہات وصحابیات کو اپنا آئیڈیل تصور کرتی ہیں۔ ان کا مقدس ومطہر کردار اپنانے کی جدوجہد میں مشقت اٹھاتی ہیں۔

وہ، جنکے افکار فقط خانگی امور اور تربیت اولاد تک محدود نہیں رہتے بلکہ اعلائے کلمۃ اللہ کا پرچم جہان عالم کے چہار سو افق پر لہرانے تک وسیع ہوتے ہیں۔

ہم جانتی ہیں کہ اسلام خون اور قربانیوں کے دریا میں تیر کر ہم تک پہنچا ہے۔ ہم جانتی ہیں کہ یہ اسلام کی نعمت عظمیٰ ہی ہے جس نے ہم خواتین کو ذلت کی پستیوں سے نکال کر عزت کی بلندیوں اور معزز رتبوں سے نوازا اور ہمیں تحفظ دیا۔ الحمد للہ ہم اس نعمت عظمیٰ کی قدر جانتی ہیں۔ ہم جانتی ہیں کہ جب جب بھی ہمارے اسلام پہ آزمائشوں کا کٹھن وقت آپڑا تو ہماری آئیڈیل اور رہبر ورہنما صحابیات رضوان اللہ علیہن نے اسلام کی آبیاری وسربلندی کے لئے کس قدر جانثاری کی حد تک قربانیاں پیش کیں؟۔

اے میری مسلمان بہنو! کتاب "صحیح المسلم، کتاب الجہاد، باب النساء الغازیات" کھولیے اور ہم اپنا اخروی انجام جن کے ساتھ چاہتی ہیں اپنی ان آئیڈیل اسلاف کو دیکھیے، غزوۂ احد میں اپنی اماں عائشہ کو دیکھیے، ام سلیم وام سلیط کو دیکھیے، کیسے یہاں وہاں بھاگ دوڑ کر رہی ہیں۔ کہیں زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی نظر آتی ہیں، کہیں انہیں پانی پلاتی ہیں اور کہیں شدید متاثرین کو میدان جنگ سے شہر کی طرف منتقل کر رہی ہیں۔ حضرت ام عمارہ ونسیبہ بنت کعب رضی اللہ عنہا کو دیکھیے جو باقاعدہ تلوار سونتے قتال میں شریک ہیں۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے والے ہر حملے کا دفاع کر رہی ہیں، زخم کھا رہی ہیں لیکن پرواہ ہے تو صرف اتنی کہ داعی اسلام پہ کسی کافر کی تلوار کا عکس تک نہ پڑے۔ بعد میں جنگ یمامہ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لیے شرکت کرنے والی ام عمارہ بدن پر بارہ زخم سجائے اسلام کے بڑے دشمن مسیلمہ کذاب کو جہنم واصل کرنے کی تاک میں ہیں۔ ربیع بنت معوذ کو دیکھیے، ام رفیدہ رضی اللہ عنہا جو میدان جنگ میں زخم کھانے والوں کے لیے باقاعدہ شفاخانہ کیمپ لگائے بیٹھی ہیں۔ غزوۂ خیبر میں ام زیادہ اشجعیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیے جو خواتین کی ایک مختصر جماعت ساتھ لیے کبھی تو مجاہدین کے لیے سوت کات کر دے رہی ہیں کبھی میدان جنگ میں گرے ہوئے تیر اٹھا اٹھا کر جمع کر کے دے رہی ہیں اور کبھی مجاہدین کو ستو گھول کر پلا رہی ہیں۔ غزوۂ خندق میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیے جو ایک جاسوس یہودی کا سر کاٹ پھینک کر باقی یہودی جنگجوؤں کو ڈرا کر بھاگنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کو دیکھیے، ہر سات غزوات میں مجاہدین جیش کے لیے کھانا تیار کرتی نظر آتی ہیں۔

اسلام جب مکہ ومدینہ کی سرحدوں سے نکل کر روم، ایران وشام جیسی سپر پاور سلطنتوں کو تہ تیغ کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا تو یقیناً ان فتوحات کا سہرا ان ماؤں کے سر ہے جنہوں نے اپنے بیٹوں کو تیار کر کے میدان کارزار کی طرف رخصت کیا تھا۔ ان بہنوں کا بھی حصہ ہے جنہوں نے بھائیوں کو قربان کیا اور تاریخ ان فتوحات میں ان سہاگنوں کا حوالہ دیتی بھی دکھائی دیتی ہے جنہوں نے صدائے جہاد پر لبیک کہتے ہوئے شب عروسی کے بعد ہی اپنے شوہر کو محاذ کی طرف روانہ کر دیا۔ تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ ان بہادر مسلمان خواتین نے نہ صرف یہ کہ خود میدانوں کا رخ کیا بلکہ مجاہدین اسلام کو جوش دلانے کے لیے جہادی اشعار بھی کہے۔ کیا آپ نے حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جیسی عظیم غازیہ ومجاہدہ کے اشعار کو سنا ہے جو ایک شہید کی بیوہ ہو کر اپنے چاروں بیٹوں کو انکی شہادت سے قبل قتال وشہادت پر ابھارنے کے لیے اشعار سنا رہی تھیں۔ کیا آپ نے فتوحات

شام میں خولہ بنت ازور کی بہادری کے قصوں کو سنا ہے؟ اگر ہاں تو سوچیے کہ ہم نے اسلام کے غلبے کے لیے کچھ کیا یا نہیں؟ کیونکہ ان کی نسبت اسلام کے ہم پر زیادہ احسانات ہیں۔

اے میری مسلمان بہنو! ہمارے اسلام کے اہم ترین شعبے جہاد کو مسلسل مجروح کیا جا رہا ہے۔ جہاد اور مجاہدین پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کر کے نت نئے طریقوں سے امت مسلمہ کے اندر سے جہاد کی روح کو ختم کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جہاد کو گالی بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔

ہمیں صنف نازک ہونے کی لوری دی جاتی ہے، ہمیں خود کو بے بس، مجبور اور کمزور تصور کرایا جاتا ہے۔ کیا ہمیں اسلام کی اجنبیت کے اس دور میں اسلام کے ماننے والے مجبور و مقہور مسلمان نظر نہیں آتے یا پھر ہم نازک دل مکاؤں کو کفار کے ملک یا ملک منعقد ہوتی گستاخانہ تقریبات کی خبر ہی نہیں ہوتی۔

اللہ کی پیاری بندیو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف خود جہادی تھے بلکہ آپ کا ہر صحابی جہادی تھا اور جہاد ہی ان کی سیرت و حالات کا سب سے روشن باب ہے۔

عزیزات من! جہاد کا مسئلہ جتنا اہم ہے اتنا ہی صاف شفاف اور غیر مبہم بھی ہے۔ قرآن مجید نے جس قدر تفصیل کے ساتھ جہاد کا مسئلہ بیان فرمایا ہے اتنی تفصیل کسی اور فریضے کی بیان نہیں فرمائی۔ جہاد کی فرضیت بلکل واضح اور قطعیہ ہونے کے باوجود ہم ان آیات پر صرف سرسری نگاہ ہی ڈالتے ہیں:

کتاب اللہ میں جہاد فی سبیل اللہ کے ۶۲ صیغے اور قتال کے ۹۷ صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ سورہ توبہ اور انفال سمیت قرآن کریم کی آٹھ سورتوں کا موضوع جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ قرآن کریم صرف جہاد کی فرضیت اور احکام بیان فرمانے پر اکتفاء نہیں کرتا بلکہ مختلف پیرائے میں جہاد کی ترغیب دے کر ایک مسلمان کو ذہنی طور پر تیار کرتا ہے۔ پھر اس کا ہاتھ تھام کر جہاد کے میدان میں لے جاتا ہے۔ مثالیں اور جہاد کے قصص بیان کر کے اس کے جذبہ جہاد و شہادت کو بیدار کرتا ہے۔ ترک جہاد پر وعیدیں سناتا ہے۔ مشکلات پر اس کو صبر اور ثابت قدمی کی تلقین کرتا ہے۔

جہاد کے احکامات و فضائل سناتا ہے اور اجر و ثواب کے وعدے کرتا ہے۔ مجاہد کے گھوڑے کی قسمیں کھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فرشتوں کے اترنے کی بشارتیں سناتا ہے۔ اس کو جنگ کا طریقہ بیان کرتا ہے۔ دشمنوں کے چالیں اور حیلے بتا کر ان سے خبردار کرتا ہے۔ مجاہد جب ڈرتا ہے تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں کے واقعات بیان کر کے اس کے حوصلے بلند کرتا ہے۔ ظاہری شکست پر اس کو تسلیاں دیتا ہے اور قدم بہ قدم مجاہد کی رہنمائی کرتا ہے۔

اور بالآخر اسے شہادت کے عظیم مرتبے تک پہنچا دیتا ہے اور پھر شہید کو مردہ گماں کرنے پر بھی پابندی لگا دیتا ہے۔

ہاں! ہماری عقلیں شہید کی اس زندگی کو سمجھنے سے قاصر ہیں مگر بے شک ہمیں اپنے رب کی گواہی پر یقین ہے کہ شہید زندہ ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان زندوں میں شامل فرما دے۔ آمین۔

اے میری معزز مسلمان بہن! آئیے اپنے اسلاف کی بیٹیاں ہونے کا حق ادا کریں۔ نہ صرف اپنے قلب و روح کو بلکہ اپنی آنے والی نسلوں کی روحوں کو بھی جذبۂ جہاد کے عشق سے سرشار کریں۔ جب جب جہاد کو دبایا جائے تو ہم اسے زیادہ شدت کے ساتھ ابھاریں، جہاد جہاد کے نعرے بلند کر کے اس پر فخر کریں۔ جب جب امت مسلمہ کو تکلیف میں دیکھیں تو اس وقت کسی خالد بن ولید، قاسم و ایوبی کی راہ دیکھنے کے بجائے خود ایسے بیٹے اور بیٹیاں تیار کریں جو اسلاف کے حقیقی جانشین بنیں۔ جو مضبوط اعصاب، قوی ایمان، جرأت، غیرت، عدالت اور شجاعت کا عملی نمونہ ہوں۔ جو مظلوموں کے مددگار، حق کے پہرے دار اور کفر پر بجلیاں بن کر برسنے والے ہوں، جن کی مائیں خود انہیں مشن پہ تیار کر کے بھیجنے والی اور ان کی فتح اور شہادت کی دعائیں مانگنے والی ہوں۔

آئیے آئیے کہ روز محشر اپنے رب کی بارگاہ میں سرخرو ہونے کا کچھ ساماں کر لیں کہ یوں بھی ہماری جان، مال اور اولاد اسکی تو دی ہوئی نعمتیں ہیں تو کیوں نہ یہ سب کچھ (جسے ہم اپنا سب کچھ ذاتی سمجھنے کی غلط فہمی میں ہیں) اسی پر فدا کر دیں۔

آئیے کہ اپنی ذاتی زندگی اور ذاتی اغراض جیسے بے حسی کے خول سے باہر نکل کر اسلام کی بیٹیاں ہونے کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ غلبۂ اسلام کی خاطر قربانیاں دینے کا شوق اور سوچ خود میں اور دوسروں میں بھی پیدا کریں۔ صحابیات کو دیکھیے، گھر کی ذمہ داریاں بھی پوری کرتیں اور اسلام کے غلبے کے لیے ہر طرح کی قربانیاں بھی دیتیں۔ سہولت پسند زندگی کے ساتھ ہم کام تھوڑا کر کے ڈھنڈورا زیادہ پیٹنے کی عادت سے چھٹکارا حاصل کریں۔ ٹی وی اور انٹرنیٹ کی مصروفیات سے نکل کر خود کی اور اپنے بچوں کی ایمان و اعصاب کی مضبوطی پہ وقت صرف کریں۔ خصوصاً پریکلینسی میں بہت زیادہ ریسٹ کے چکر میں بستر تک محدود ہو کر سست روی کا شکار ہونے والی مائیں (جن کو تھوڑی سی تکلیف بھی بہت زیادہ محسوس ہوتی ہے) کس طرح بہادر اور شجاع نسلوں کی ضامن ہو سکتی ہیں؟۔

مسلمان بیٹیوں کو مضبوط بننے کی ضرورت ہے جو معاذ و معوذ رضی اللہ عنہم اور رافع بن خدیج جیسی نسلوں کو پروان چڑھانے کا ذریعہ بنیں ایسی مائیں جو اس چمن کی آبیاری اپنے لہو سے کریں۔

نومید نہ ہو ان سے تو اے رہبر فرزانہ
کم کوش تو ہیں لیکن بے ذوق نہیں راہی

اہمیت اور فضیلت

اسلام میں ہجرت کا تصور

قال اللّٰہ تعالی: واقتلوهم حيث ثقفتموهم وأخرجوهم من حيث أخرجوكم والفتنة اشد من القتل (البقرة: ١٩)

ترجمہ: اور مار ڈالو ان کو جس جگہ پاؤ اور نکال دو ان کو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا اور دین سے بچالانا مار ڈالنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔

قال النبي عليه الصلاة والسلام: لاهجرة بعد الفتح ولكن جهاد ونيةٌ وَقَالَ: فَمَن كانت هجرته في اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فهجرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ.

ترجمہ: حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد یہ خاص ہجرت باقی نہیں رہی البتہ اچھی نیت اور جہاد باقی رہے گا اور فرمایا جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کیلئے ہے وہی ہجرت مقبول ہے۔

معزز قارئین!

ہجرت دین اسلام کے باقی احکامات کی طرح ایک حکم ہے، قرآن عظیم الشان نے کئی آیتوں میں ہجرت کے فضائل و مسائل بیان کئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مقدس فرامین کے ذریعے اس عظیم عمل کی ترغیب بھی دی اور خود صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا ہے۔ ہجرت تمام انبیاء کا عمل اور خصوصی شعار و علامت بھی رہی ہے۔ ہر نبی نے کسی نہ کسی طریقے پر ہجرت کی ہے ہجرت کا ایک لغوی معنیٰ اور ایک شرعی و اصطلاحی مفہوم و تعریف بھی ہے:

"لغت میں ہجرت کسی چیز کے چھوڑنے کے معنی میں آتا ہے چاہے وہ گھر ہو، علاقہ ہو، دکان ہو یا کوئی کام ہو یا کسی سے ترک سلام کلام ہو۔ دوپہر کے عین نصف النہار کو عربی میں ہاجر اور انجیر کہا جاتا ہے کیونکہ گرمی کے اس سخت وقت میں لوگ کام کاج کو چھوڑ کر گھروں میں آرام کے لئے پہلے جاتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں اپنی جان و ایمان کی حفاظت کے لئے اپنے گھر بار اور علاقہ و وطن کو چھوڑ کر دارالاسلام یا دار الامن کی طرف جانے کا نام ہجرت ہے۔

تو کفر سے جانے کی دو صورتیں ہوئیں:

پہلی قسم یہ کہ دار الامن کی طرف کوچ کی جائے، جیسے کہ ابتداء میں صحابہ کرام ؓ حبشہ کی طرف چلے گئے تھے۔ حبشہ دارالاسلام تو نہیں تھا البتہ دار الامن تھا، وہاں صحابہ کرام ؓ کو جان و مال و عزت و آبرو اور ایمان و اسلام کا کوئی خطرہ نہیں تھا اگرچہ کفار قریش نے اپنے سفیروں کے ذریعے حبشہ کے بادشاہ کو رشوتیں دے کر صحابہ کرام ؓ کو واپس لانا چاہا لیکن حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی نے کفار قریش کی بات ٹھکرا دی۔ اور دوسری صورت دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف جانے کی ہے۔ ابتدائے اسلام میں یہ ہجرت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہوتی تھی تیرہ سالہ مکی دور میں کفار قریش نے مسلمانوں پر ظلم کی انتہا کر دی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو کسی بھی طرف نکل کر جان و ایمان بچانے کی اجازت دے دی ۸۶ کے لگ بھگ صحابہ تو حبشہ چلے گئے اور باقی صحابہ مدینہ منورہ کی طرف چلے گئے حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر ؓ کو ساتھ نکلنے کا اشارہ دیا تو صدیق اکبر نے دو سواریوں کا اہتمام کیا اور ۱۳ نبوی کو رات کے وقت حضور ﷺ کفار کے سخت پہرے کے باوجود مکہ مکرمہ سے نکل گئے مقام "حزورہ" پر آپ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: "خدا کی قسم اللہ کی زمین میں تو سب سے بہتر سرزمین ہے اور اللہ کے ہاں سب زمینوں سے تو محبوب تر زمین ہے اگر مجھے میری قوم نہ نکالتی تو میں کبھی تجھے چھوڑ کر نہ نکلتا"۔ شہر مکہ سے باہر صدیق اکبر ؓ آپ سے ملے اور دونوں محبوب راتوں رات غار ثور میں جا کر تین دن تک قیام پذیر ہوئے اور پھر دونوں نے وہاں سے مدینہ منورہ کا سفر فرمایا ذرا اس بات پر غور کریں کہ اب مدینہ منورہ دار الاسلام بن گیا اور مکہ مکرمہ سے ہر اس مسلمان پر ہجرت فرض قرار دے دی گئی جو نکلنے کی طاقت رکھتا تھا، البتہ اہل عذر حضرات اس فرض سے مستثنیٰ تھے۔ ابتداء اسلام میں مکہ کے کسی مسلمان کا ایمان معتبر ہی نہیں سمجھا جاتا تھا جب تک کہ وہ ہجرت کر کے مدینہ نہ جاتا اس کی ایک وجہ تو یہی کہ ایمان کا تحفظ اور اسلام پر چل کر عمل کرنا جہاں ممکن نہ ہو وہاں سے ہجرت کرنا فرض ہے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ چونکہ ہجرت کے بعد فوراً جہاد کا حکم ممکن ہی نہیں جب تک کہ مسلمان کفار سے مکمل علیحدگی اختیار نہ کرتے۔ جب مسلمان الگ ہو جاتے ہیں اپنے بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو کسی محفوظ مقام میں بسا کر مطمئن ہو جاتے ہیں تو پھر کفار پر حملہ آور ہونے کے راستے کھل جاتے ہیں۔

میرے مستقبل کے مجاہدین!

حاصل یہ نکلا کہ ہجرت جہاد کے لئے پیش خیمہ ہے اور ہجرت بھاگنے کا نام نہیں بلکہ تیاری کرنے اور پلٹ کر حملے کا نام ہے۔ ان دو وجوہات کی بنا پر مکہ سے مدینہ ہجرت لازم تھی اور بغیر ہجرت مرنے والوں کے لئے قرآن کریم میں سخت سزاؤں کا ذکر ہے۔ بہر حال تاریخ کی روشنی میں جب دیکھا جاتا ہے تو

اسلام میں ہجرت کا تصور

اہمیت اور فضیلت

جہاد صحیح نقشۂ جہاد کے بعد قائم نظر آتا ہے۔ آپ دیکھیں امارت اسلامی افغانستان کی بحالی اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ ۲۰۰۰ء میں سقوط سے بعد اب تک اپنے رب کی نصرت سے دیسوں ممالک کو الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کیا اور ان کے ارادوں کو پاش پاش کر دیا۔ یہ سب جہاد کی برکت تھی، اپنا ایمان بھی محفوظ رکھا اور وطن کی بھی حفاظت کی، عزت بھی بچائی اور سرخرو بھی ہو گئے۔ اگر یہ لوگ مقابلے میں کھڑے نہ ہوتے تو آج سویت یونین اور ون ورلڈ آرڈر پر عمل پیرا یہ عالم کفر اور اس کے چیلے پوری دنیا کا فرعون بن چکے ہوتے لیکن دنیا بھر کے غیور مسلمانوں نے اور خاص کر افغانوں نے سویت یونین اور نیٹو کو ایسا ہتھوڑا مارا کہ اب تک چیچنیا، بوسنیا، تاجکستان وغیرہ میں اس کی ہڈیاں ٹوٹ ٹوٹ کر پس رہی ہیں۔

ان تشریحات کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمانوں سے درخواست ہے کہ وہ ہجرت و نصرت اور مہاجرین و انصار کے مفہوم کو اپنی جگہ پر رکھیں، ہر کام کو ہجرت نہ کہیں کہ ہجرت بھاگنے کا نام نہیں بلکہ پلٹ کر حملے کی تیاری کا نام ہے۔

حضرت شیخ الہند محمود الحسن ؒ سورۃ النساء کی آیت (۱۰۰-۱۰۱) کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت میں ہجرت کی ترغیب ہے اور مہاجرین کو تسلی دی جاتی ہے یعنی جو شخص اللہ کے واسطے ہجرت کرے گا اور اپنا وطن چھوڑے گا تو اس کو رہنے کے لئے بہت جگہ ملے گی اور اسکی روزی اور معیشت میں فراخی ہو گی تو ہجرت کرنے میں اس سے مت ڈرو کہ کہاں رہیں گے اور کیا کھائیں گے؟ اور یہ بھی خطرہ نہ کرو کہ شاید راستہ میں موت آجائے تو نہ ادھر کے ہوں نہ ادھر کے، کیونکہ اس صورت میں بھی ہجرت کا پورا ثواب ملے گا اور موت تو اپنے وقت ہی پر آتی ہے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آسکتی۔ (تفسیر عثمانی: ۱۲۳)

میرے عزیزو!

آج عموماً لوگوں کے یہ اعذار رہتے ہیں کہ ہم کیسے ہجرت کریں، ہمارے گھر میں کوئی کمانے والا نہیں، ہمارے والدین ہمیں اجازت نہیں دیتے، ہمارے سوا ان کا کوئی سہارا نہیں، تو میں کہوں گی کہ یہ سارے اعذار منافقین کے تھے۔ رزق کا ذمہ اللہ رب العالمین نے لیا ہے اور آپ کی پیدائش سے پہلے بھی اللہ ہی رزق دے رہا تھا اور آپ کے جوان ہونے تک بھی اللہ ہی کھلا رہا تھا اور جب تک زندگی ہے اللہ ہی کھلائے گا، دوسری بات یہ کہ بالفرض آپ کا وقت پورا ہو جائے اور آپ اس دنیا سے کوچ کر جائیں تب آپ کے والدین کو کون کھلائے گا؟ یقیناً اللہ ہی کھلانے والا ہے۔

دوسرا عذر یہ ہے کہ آپ کے علاوہ کوئی کمانے والا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ نے کما کر کیا کر لیا اپنے اور والدین کیلئے زیادہ سے زیادہ گھر بنا لیا بہنوں کی شادیاں کر دیں یا پھر دنیوی آسائش کا سامان جمع کر لیا تو کیا اب یہ ہمیشہ رہنے والا ہے؟ کیا یہ سب آپ کے ساتھ قبر میں جا کر آپ کی سفارش کرے گا؟ ہرگز نہیں، لہذا ہمیں وہ کام کرنا ہے جو ہمارے ہمیشہ کے گھر کیلئے کار آمد ثابت ہو تیسرے عذر کا جواب یہ ہے کہ والدین کا مرتبہ یقیناً لاثانی ہے، ان کیلئے جو فضائل ہیں وہ برحق ہیں مگر یہ سب فضائل و انعامات دین اسلام نے ہی متعارف کروائے اور اس پر اجر و انعام کا وعدہ کیا اور یہ سب اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے مگر کیا یہ تمام تر فضائل و انعامات اسلام کی ترویج و تنفیذ سے بڑھ کر ہے؟ کیا اسلام سے بڑھ کر ہے؟ کیا صحابہ کو آپ ﷺ نے تنبیہ نہیں کی کہ جب والدین نیکی کے عمل سے روکیں تو ان کی بات مت مانو؟ کیا صحابہ کرام ؓ نے اپنے گھر بار، مال و دولت راہ جہاد کیلئے اور اسلام کیلئے قربان نہیں کیے؟ یقیناً آپ کا جواب اثبات میں ہو گا لہذا میرے بھائیو! ان سب شیطانی بہانوں سے نکل کر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم صرف خود کو دھوکے میں رکھے ہوئے ہیں اور کچھ نہیں۔

الغرض! مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے دین کے لئے ہجرت کا جذبہ دل میں پیدا کریں اور پھر اپنے دین کے لئے ہجرت کر کے جہاد کریں جوانوں کو چاہئے کہ جہاد کا جذبہ دلوں میں بیدار کریں اور بوڑھوں اور خواتین کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہروں بیٹوں اور رشتہ داروں کی حوصلہ افزائی کریں۔ یہ پوری دنیا مسلمانوں کا دیس ہے مسلمان جہاں بھی ہوں اللہ کا یہ ملک اس کا ہی ملک ہے شرط صرف یہ ہے کہ مسلمان ہوں اس زمین پر اللہ کا قانون نافذ کریں کفار سے مقبوضہ زمین واپس کرنا ہم پر فرض ہے اے مسلمانو! تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ یہ جہان تمہارا ہے اللہ ہمیں سمجھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بے حیائی سے بچاؤ، والدین اور تعلیمی اداروں کا فرض

بنت معراج الدین

جس معاشرے میں نعوذ باللہ بے حیائی کو اس طرح سے مقام و مرتبہ اور اہمیت دی جائے کہ جیسے یہ ایک الہامی حکم ہے اور اس کو برا سمجھا ہی نہ جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ ترقی کا راستہ ہے تو ایسے ماحول میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات پر بات کرنے کے لئے بہت زیادہ حوصلہ، ہمت اور توانائی درکار ہوتی ہے۔ آج کے جدید دور میں یہ بات بلا شک و شبہ جائز ہے کہ بچوں کے لئے اچھی تعلیم و تربیت بہت گراں قدر تحفہ ہے لہذا سوال یہ پیدا ہوتا ہے اسی تعلیم و تربیت میں شرم و حیا کے حوالے سے بچوں کی تعلیم و تربیت پر زور کیوں نہیں دیا جاتا؟ اسی شرم و حیا کے موضوع کو چھوٹی عمر سے ہی اگر تربیت اور نصاب میں شامل کر دیا جائے تو صرف اسی ایک موضوع پر بچوں سے بات کرنے پر بچوں کو دوسرے موضوعات پر بھی بات کرنے میں دلچسپی پیدا ہو گی۔

بچوں کو شرم و حیا کی تعلیم و تربیت دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ والدین کو اپنے بچوں کا بہت زیادہ خیال ہے اور اسی موضوع کی تعلیم و تربیت دینے سے بچے کے لئے حدود کا تعین ممکن ہو سکے گا اور اسے بچپن سے ہی اس چیز کا ادراک ہونے لگے گا کہ مجھے مستقبل میں کس حد تک شرم و حیا کے دائرے میں رہنا ہے اور کوئی بھی بے حیائی کا کام کر کے اللہ تعالیٰ کے احکامات اور پھر معاشرے کے رواج اور رسوم کو پامال نہیں کرنا۔

اگر والدین اپنے بچوں کو شرم و حیا پر تربیت نہیں کرتے اور اسی طرح سے تعلیمی ادارے بھی بچوں کو شرم و حیا پر تعلیم نہیں دیتے یا کسی بھی حوالے سے رہنمائی فراہم نہیں کرتے تو پھر اس اہم موضوع پر بچوں کو کوئی تیسرا غیر متعلقہ شخص باہر سے غلط رہنمائی فراہم کر سکتا ہے جو کہ بچوں کی زندگی بھر کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے۔ شرم و حیا سے دوری نا صرف ان کو جسمانی اور روحانی بلکہ نفسیاتی مسائل کا شکار بنا کر ان کی اپنی ذات، والدین اور معاشرے کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان کا شکار بنا سکتی ہے بلکہ ان کی آخرت کو بھی تباہ و برباد کر سکتی ہے اور ان کے ایمان کے لئے خرابی کا باعث بن سکتی ہے۔ سب سے پہلے یہ ذمہ داری والدین کی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو تمام ضروریاتِ زندگی کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ان کی شرم و حیا کی بھی تربیت کریں اور دوسرے نمبر پر وہ تعلیمی ادارے جن میں بچے زیرِ تعلیم ہیں ان کی بھی یہ بھاری ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کی شرم و حیا کو برقرار رکھنے کے لئے اقدامات کریں تاکہ گھر اور گھر سے باہر جڑے ہوئے لوگوں کے زیرِ اثر رہتے ہوئے بچوں کے شرم و حیا کے مادے پر کوئی منفی اثر نہ پڑنے پائے۔

والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو بات بات پر رہنمائی فراہم کریں اور کسی بھی لمحے یہ خیال نہ کریں کہ بار بار ٹوکنے سے بچہ خراب ہو جائے گا یا ڈھیٹ یا باغی ہو جائے گا۔ یا پھر یہ بھی گمان نہ کریں کہ بچے کو پہلے ہم کسی بات پر ٹوک چکے ہیں تو یہ اس کے ذہن میں ہے کہ اب اس نے برا کام نہیں کرنا کیونکہ بچہ ابھی سمجھ نہیں رکھتا، اسے ہر لمحے سکھانے اور روکنے ٹوکنے کی ضرورت ہے کیونکہ زندگی میں اس کے لئے ہر چیز نئی ہے اور ابھی اس عمر میں اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل عقل اور سمجھ بھی ودیعت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ بچہ ہماری توجہ اور رہنمائی کا ہر گھڑی محتاج ہے۔ یہی وہ وقت ہے کہ جب والدین کی سب سے زیادہ توانائی اور وقت بچوں پر صرف ہو رہا ہوتا ہے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو بتائیں کہ فلاں کام جو تم نے کیا وہ اتنا برا تھا یا فلاں کام جو تم نے کیا تھا وہ گندا کام تھا نیز یہ کہ اگر تم اس گندے یا برے کام کے بجائے فلاں اچھا کام کرو گے تو سب سے بڑی اور اچھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے خوش ہو گا اور تمھیں ثواب دے گا اور دوسری بڑی بات یہ ہے کہ ہم بھی تم سے خوش ہونگے۔ بچوں کو عارضی چیزوں کی لالچ دے کر کام کرنے کی عادت نہیں ڈالنی چاہئے کیونکہ اس سے بچے میں حبِ دنیا پیدا ہونے کا خطرہ موجود ہے۔ بچوں کو برا کام کرنے

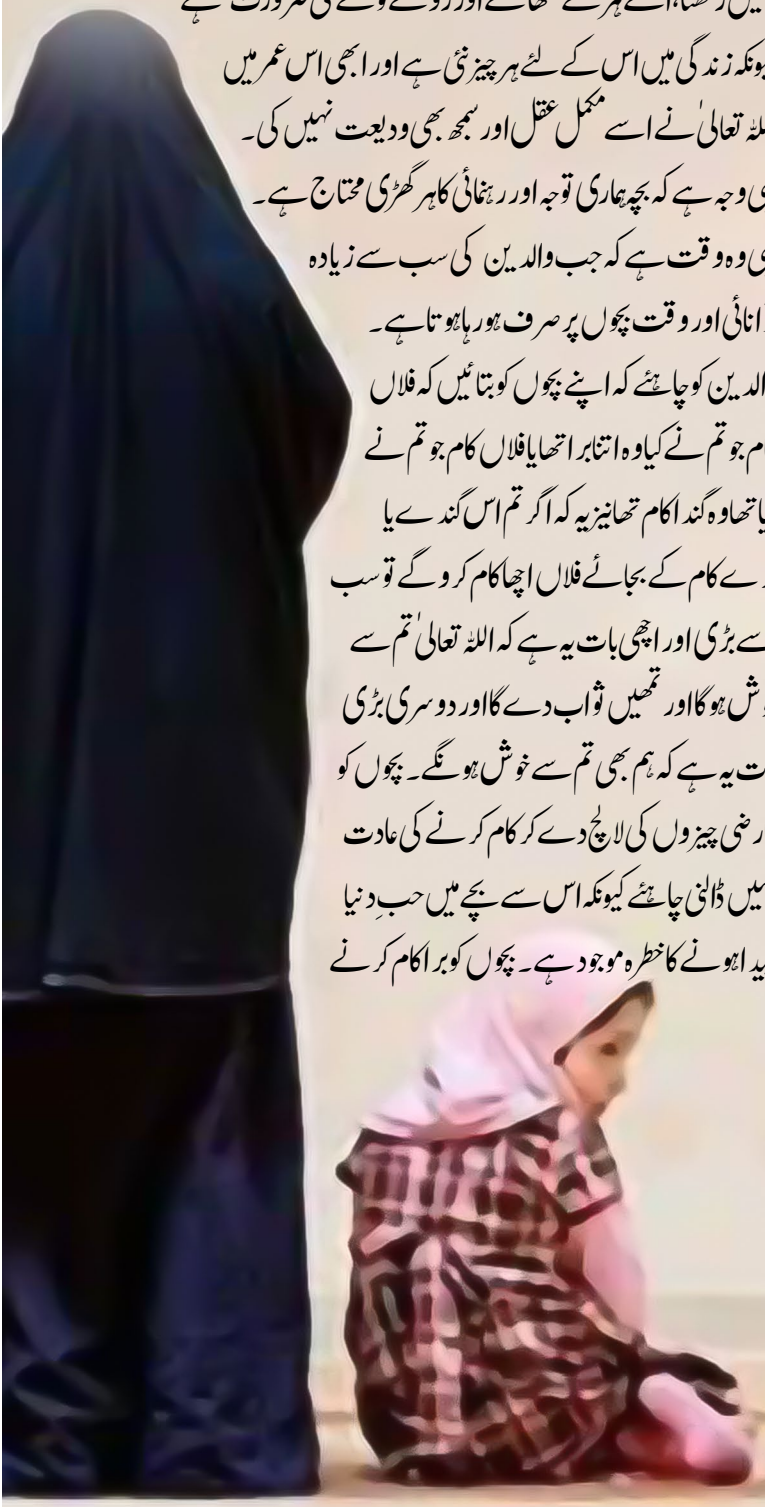

بے حیائی سے بچاؤ، والدین اور تعلیمی اداروں کا فرض

بنت معراج الدین

پر اگر انہیں برا یا گندا کہا جائے گا تو ایک دفعہ تو بچے کو اس سے شرمندگی پیدا ہو گی مگر دوبارہ بچہ وہ برا کام کرنے سے منع رہے گا اور اس عمل سے ان میں بے حیائی کے جراثیم پیدا ہونے کا خطرہ بھی نہیں رہے گا۔ نیز بچہ زیادہ بے تکلفی اور اوچھے پن کی بری عادت سے بھی محفوظ رہے گا۔

اہم سوال یہ ہے کہ سب سے زیادہ بہترین وقت کون سا ہے کہ بچے کی تربیت اور تعلیم میں شرم و حیا کے موضوع کو شامل کیا جائے یا انہیں ان صفات سے متعلق رہنمائی فراہم کی جائے؟ تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کا اہتمام شروع دن سے ہی بچے کی تربیت کا حصہ بنایا جائے۔ چھوٹے بچوں کو بھی بہت سی باتیں سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ابتداء ہی سے بچوں کو اپنے جسم کو اچھے طریقے سے ڈھکنے اور چھپانے کا طریقہ سکھایا جائے۔ بغیر لڑکی یا لڑکے کے فرق سے بہت سے گھروں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ چھوٹا لڑکا اگر کپڑے اتار کر گھومے تو اسے معیوب نہیں سمجھا جاتا حالانکہ لڑکا ہو یا لڑکی دونوں ہی کو شروع دن سے جسم کو اچھی طرح سے ڈھکنا سکھانا اور سمجھانا چاہئے۔ تاکہ سمجھ کی عمر میں داخل ہونے تک یہ شرم و حیا اس کی فطرت اور عادت بن جائے۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ شروع عمر سے ہی بچوں کو بتائیں کہ ان کا ستر کیا ہے اور اسے چھپانے کی اہمیت اور فضیلت کیا ہے۔ اسے بتائیں کہ کن کن بے حیائیوں سے یا جسم برہنہ کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ اس طرح سے شرم و حیا کا مادہ بچے میں راسخ ہو جائے گا۔

آج کل بے حیائی اور بے شرمی کو فروغ دینے کے نت نئے طریقے ایجاد ہو چکے ہیں اور ان طریقوں کو مسلمانوں کے معاشرے میں رواج دینے اور متعارف کروانے کے لئے سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں بلکہ افسوس ناک اور عبرت ناک پہلو یہ ہے کہ ان تمام بے حیائیوں کے فروغ کے لئے باقاعدہ سرکاری سطح پر قوت اور عوام کے ٹیکسز کا پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سرکاری سرپرستی سے عوام کو یہ تاثر دینا مقصد ہوتا ہے کہ یہ عمل درست ہے تبھی اسے سرکار کی سرپرستی حاصل ہے اگر یہ کام غلط ہوتا تو اسے سرکار کبھی بھی سرپرستی فراہم ناں کرتی۔ عوام الناس کے لئے کسی بھی کام کے لئے سرکار کی سرپرستی ہونا یا نہ ہونا اس کام کے صحیح یا غلط ہونے کے لئے ایک سند کا درجہ رکھتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی عام سلیم الطبع شخص کسی عامی شخص کو اس بے حیائی یا بے شرمی کی حقیقت سے آگاہ کرے تو اس عامی کے پاس یہ دلیل ہوتی ہے کہ یہ کام درست ہے تبھی تو اسے سرکاری سرپرستی حاصل ہے اگر یہ کام غلط ہوتا تو سرکار اسے کیوں فروغ دیتی؟ اب حکومت ہے، وہ کوئی جاہل اور بے وقوف لوگ تھوڑا ہی ہیں۔ فلاں کے پاس آکسفورڈ کی ڈگری ہے یا فلاں کے پاس ہارورڈ کی ڈگری ہے۔ گو اسلامی احکامات اور اقدار کو آکسفورڈ اور ہارورڈ کی ڈگری کے مقابل کھڑا کر کے اس کے صحیح یا غلط ہونے کے معیار کو پرکھا جا رہا ہے۔

آج کل نصابی مواد ہو یا تفریحی مواد، سب میں مسلم شرم و حیا کے پیمانوں کو مغربی شرم و حیا کے پیمانوں پر پرکھا جا رہا ہے۔

اس مواد میں شرم و حیا کے قتل کے لئے وہ وہ عملی اقدامات اور کاوشیں کر کے لوگوں کو بے حیائی پر ابھارا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ والدین اور اساتذہ کو چاہئے کہ اس زہریلے نصابی یا تفریحی مواد سے اپنے بچوں کو محفوظ رکھیں کیونکہ آخرت میں ان سے اپنے بچوں کی تربیت و تعلیم کے حوالے سے پوچھ ہو گی۔

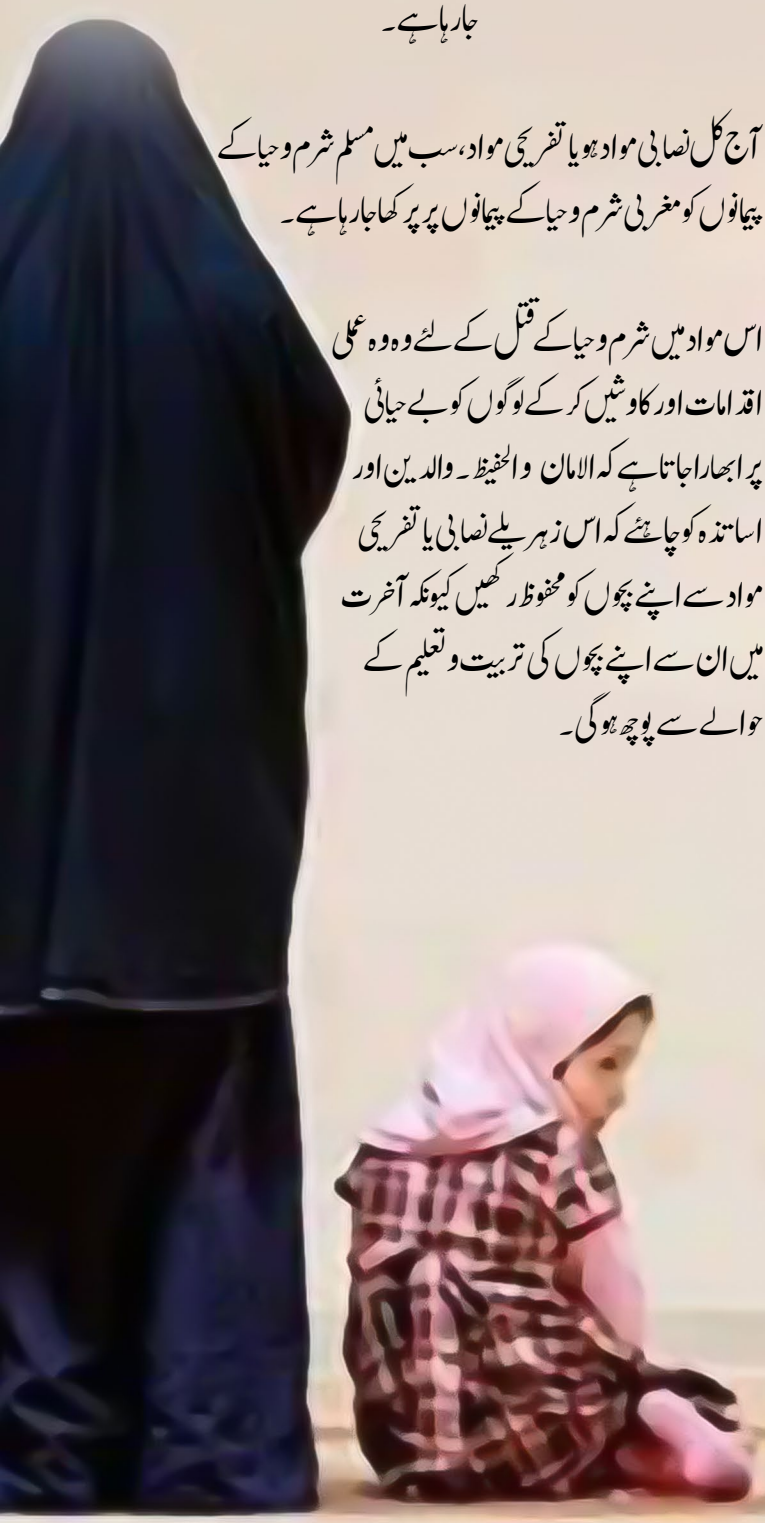

”اسلاموفوبیا“ کی اصطلاح کے گمراہ کن حربے

بنت معراج الدین

آج کل اسلاموفوبیا کی اصطلاح بڑی معروف کر دی گئی ہے۔ فوبیا کے لغوی اور اصطلاحی معنی کی تفصیل میں جانے کے بجائے صرف اتنا بیان کر دوں کہ ”فوبیا“ کسی بھی قسم کے خوف کے دل میں جڑ پکڑ لینے کو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے ممالک میں اسلاموفوبیا کی اصطلاح کے پرچارک زیادہ تر وہ لوگ ہیں جو کہ مغرب اور اسلام دشمنوں کے ہمدرد یا تنخواہ دار ہیں اور انہیں اپنا خیر خواہ سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو بھی یہ باور کروانا چاہتے ہیں یہ آپ کے بھی خیر خواہ ہیں۔ نیز یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اسلام اور مسلمان ان سے دشمنی رکھتا ہے اور ان کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کا حامی ہے اور ان کی نظر میں یہ اسلام کا ظلم ہی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے لوگ اسلام اور مسلمانوں کو اعلاناً طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہیں یا جو براہِ راست بھی اپنی دانست میں اسلام کو نشانہ نہیں بناتے تو وہ مسلمانوں کو الزام دینے لگتے ہیں کہ تم اپنی طرف سے بنائے ہوئے اسلام پر عمل کرتے ہو اور اسلام کو بدنام کرنے کا باعث بنتے ہو اور پھر مغرب، کفار اور اسلام دشمن اسی وجہ سے مسلمانوں کے قریب نہیں آتے اور ناں ہی انہیں اچھا سمجھتے ہیں اور اسلام سے بھی خوف زدہ ہو جاتے ہیں اور اسی خوف کو یہ لوگ اسلاموفوبیا کا نام دیتے ہیں۔ اب یہ جو فوبیا ہے جسے اسلاموفوبیا کا نام دیا گیا ہے اس کے دو پہلو ہیں۔

اول پہلو تو یہ ہے کہ کفار میں سے کچھ لوگ اسلام سے اس لئے خوف زدہ ہیں کہ وہ کافر ہیں اور فطری طور پر انہیں اپنے عقیدۂ کفر سے محبت ہے اور یہ کفر ان کی رگ و پے میں لہو بن کر دوڑ رہا ہے جیسے کسی مؤمن کے دل میں ایمان لہو بن کر دوڑ رہا ہوتا ہے، تو یہی وجہ ہے کہ کافر کفر سے اپنی محبت کی وجہ سے ایمان سے نفرت کرتا ہے یا عداوت رکھتا ہے یا اسے ناپسند کرتا ہے اور جس طرح سے ایک مؤمن کفر سے بچنے کے لئے اللہ ذوالجلال کی پناہ طلب کرتا ہے بالکل اُسی طرح سے کافر بھی ایمان کے خوف سے اپنے جھوٹے معبودوں سے پناہ طلب کرتا ہے، ظاہر ہے چونکہ وہ حق کو نہیں پہچانتا تو وہ اس سے گریز کرتا ہے اور اس سے خوف کھانے لگتا ہے۔ اب یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ جس طرح مؤمنین کٹر ہیں یعنی اپنے عقیدے کی سختی سے پابندی کرنے والے ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے کفار بھی کٹر ہوتے ہیں اور اپنے کفریہ عقائد پر سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں اور جس طرح مؤمنین اپنے عقائد و عبادات پر کامل عمل کرنے کی وجہ سے مذہبی کہلاتے ہیں بالکل اسی طرح سے کفار بھی اپنے عقائد و عبادات پر کامل عمل کرنے کی وجہ سے مذہبی کہلاتے ہیں۔ اب اس قسم کے لوگوں یعنی سخت یا کٹر مذہبی کفار کا جائزہ لیں تو وہ اگر اسلام سے خوف کھائیں بھی تو بھی وہ اپنی اس بات میں اپنے مذہب یا عقیدے کے لحاظ سے حق بجانب ہیں کیونکہ وہ اپنے کفر سے بالکل اسی طرح سے محبت کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کے لئے تمام اقدامات اختیار کرتے ہیں جس طرح مؤمنین اپنے ایمان کو بچانے کے لئے اقدامات کرتے ہیں۔

دوسرا پہلو اس اصطلاح کا جو ہے وہ بڑا خطرناک ہے اور اس پہلو سے امتِ مسلمہ کو نہایت ہوشیار اور خبردار رہنے کی ضرورت ہے، بالخصوص ان مسلمانوں کو جو کہ دین کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتے مگر اسلام سے محبت کرنے میں بہت مخلص ہیں۔ اس پہلو کا ایک مزید المیہ یہ بھی ہے کہ اسلاموفوبیا کی اصطلاح کا غلط استعمال وہ لوگ کر رہے ہیں جو کہ بظاہر مسلمان ہیں اور مسلمان والدین کی اولاد ہیں مگر دنیاوی مفادات کے حصول کی خاطر مغرب اور اسلام دشمنوں کے آلۂ کار بن گئے ہیں اور ان سے مختلف صورتوں میں مادی سہولتیں حاصل کر رہے ہیں یا ایسے لوگ جو مسلمان تھے اور بدقسمتی سے ملحد یا مرتد بن گئے اور دنیاوی سہولتوں کے متمنی بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی ایسے بدقسمت ہیں کہ اسلام دشمنی پر شیر ہو گئے ہیں۔

یہ لوگ اسلاموفوبیا کی اصطلاح کا استعمال کیسے کرتے ہیں؟ یعنی ان کا طریقۂ واردات ایسا ہوتا ہے کہ مخلص، دینی علم سے محروم مسلمان ان کی واردات کا بڑی تیزی سے اور غیر محسوس طریقے سے شکار ہو جاتا ہے۔ ان دین دشمنوں، مرتدین یا ملحدین کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ مرکزی یا سماجی ذرائع ابلاغ پر ایک مسلمان کے روپ میں آ کر مسلمانوں کو بلاوجہ مجرم ٹھہرانا شروع کر دیتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو اس بات پر ابھارتے ہیں کہ اسلام تو اچھا ہے مگر مسلمان اچھے نہیں ہیں اور یہ مسلمان کفار پر ظلم و جبر کرتے ہیں، ان کے ممالک میں جا کر ان کے وسائل کو استعمال کرتے ہیں مگر پھر

بھی ان کے وفادار نہیں ہوتے یا وہاں جاکر جرائم کرتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام بدنام ہوتا ہے اور کفار اسلام کو قبول نہیں کرتے اور اسلام سے نفرت کرتے ہیں یا اسلام دشمنی کرنے لگتے ہیں۔ دوسرا، جو لوگ براہِ راست اسلام کو تختۂ مشق بناتے ہیں اور اسلام سے دشمنی کا برملا اظہار کرتے ہیں تو وہ سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے اسلام اور اسلامی احکامات کو ظالم اور برا کہتے ہیں اور اس

کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ چونکہ اسلام ایک ظالم دین ہے۔ العیاذ باللہ۔ اسی لئے لوگ اس سے خوف کھاتے ہیں کہ اگر یہ دین یا اس دین کے ماننے والے دنیا پر حکومت کرنے لگے تو دنیا ظلم سے بھر جائے گی اور بالخصوص کفار کی زندگی تنگ ہو جائے گی تو اسی وجہ سے ایسے لوگ اسلاموفوبیا کا شکار ہو جاتے ہیں اور اسلام کی بیخ کنی کرنے میں عملی طور پر اقدامات کرنے لگتے ہیں۔ اب ان تمام اقدامات کی فہرست بہت طویل ہے اور مختلف قسم کے اقدامات ہیں جو کہ تمام انسانی زندگی کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان اقدامات سے اسلام اور مسلمانوں کو شدید ترین نقصان پہنچتا ہے اور امتِ مسلمہ کا زندگی کے ہر شعبے میں استحصال ہوتا ہے اور امت مسلمہ پر زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔

یہ اسلام دشمن لوگ مسلمانوں کو یہ درس دیتے ہیں کہ مسلمان کفار کے ساتھ رواداری کا مظاہرہ کریں، مگر رواداری کی بجائے یہ ایسے طریقے اختیار کرنے کے حامی ہوتے ہیں کہ جن سے کفر کی مداہنت ہو اور پھر عام مسلمان اس مداہنت کے اتنے دلدادہ ہو جائیں کی ایک درجے پر آکر یہ کفر اور اسلام میں فرق بھی بھول جائیں۔ یہ اسلام دشمن لوگ بے سروپا باتوں اور گھڑی ہوئی کہانیوں کو سنا سنا کر عام مسلمانوں کے ذہنوں کو خراب کرتے ہیں اور ان کے دلوں کو شکوک و شبہات سے بھر دیتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ عصری تعلیم سے مزیّن ہوتے ہیں اور ان کی پہنچ بڑے بڑے ابلاغی اداروں تک ہوتی ہے۔ اسی لئے یہ، ذرائع ابلاغ پر براہِ راست آکر لوگوں کو اسلام دشمنی پر ابھارتے ہیں اور عام لوگوں کی دانست میں یہ لوگ اعلیٰ تعلیم یافتہ، اینکر، تجزیہ نگار، دانش ور اور مدبّر، سیاست دان، علماءِ دین اور بڑے بڑے اداروں سے منسلک افراد ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام مسلمان ان سے بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور ان کے مقابلے میں اگر کوئی دوسرا مسلمان جو کہ تعلیم یافتہ، عالمِ دین یا مدبّر ہو اور ان عام مسلمانوں کو وعظ و نصیحت کرے کہ آپ مذکورہ بالا اسلام دشمنوں کے دھوکے میں نہ آئیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کا خیال رکھیں تو یہ عام مسلمان اس مخلص مسلمان کو کوئی وقعت نہیں دیتے اور اس کے وعظ و نصیحت پر کان نہیں دھرتے کیونکہ ان کی دانست میں یہ عام لوگ ہوتے ہیں۔ لہذا ملتِ اسلامیہ کو اور بالخصوص مسلمانانِ پاکستان کو اسلاموفوبیا کی اصطلاح کے اس غلط استعمال کا شکار ہونے سے ہوشیار رہنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

دینِ مسلّم عند اللہ نے خواتین کیلئے جو قوانین وضع کیے ہیں وہ سلیم الطبع والعقل خواتین کی طبعیتوں کے عین موافق ہیں۔ مثال کے طور پر ایک خاتون نہیں چاہتی کہ کوئی غیر اسے ہاتھ لگائے یا دیکھے جیسا کہ لبرل خواتین بھی اسے تسلیم کرتی ہیں، لہٰذا اسلام نے حکم دیا کہ یہ گھر میں رہیں تاکہ کسی کا ہاتھ اور نظر اس تک نہ پہنچنے پائے۔ اسی طرح خاتون نہیں چاہتی کہ کوئی اس سے بلاضرورت بات کرے تو شریعت مطہرہ نے ان کی آواز کو بھی ستر قرار دیا۔ اگر آپ یہ تسلیم نہیں کرتے تو بازار میں جاکر تجربہ کریں اور کسی لبرل آنٹی کو ہاتھ لگائیں، اسے دیکھیں یا بات کریں تو وہ ضرور بالضرور برا منائے گی کیونکہ بحیثیت خاتون یہ اس کی طبعیت ہے کہ وہ غیر مردوں سے بچ کر رہے۔

اب جبکہ خواتین کے باہر نکلنے پر پابندی ہے تو لازمی طور پر یہ سوال اٹھے گا کہ جب ایک خاتون باہر نکلے گی نہیں، کسی مرد سے بات چیت نہیں کرے گی تو وہ کھائے گی اور کمائے گی کہاں سے؟ تو اسکے لیے سب سے پہلے شریعت مطہرہ نے والد کی ذمہ داری لگا رکھی ہے کہ وہ اپنی بچی کی کفالت کرے، اسے کھلائے پلائے اور مناسب وقت آنے پر اس کی شادی کروائے۔ اس کے بعد یہ تمام اور مزید ذمہ داریاں شوہر کی بن جاتی ہیں کہ وہ اسے روٹی، کپڑا اور مکان فراہم کرے۔ اس تمام صورتحال پر قرآنی تشریحات اور سیرت رسول و زوجات مطہرات دلالت کرتی ہے مگر یہاں طوالت کی وجہ سے نہیں لکھی گئیں۔

یہاں ایک واقعہ لکھنا مناسب ہوگا کہ ایک مرتبہ لاہور کے ایک اسکول میں ہم گرلز گروپ سٹڈی کر رہی تھیں کہ اس موضوع پر بحث شروع ہوگئی کہ ہم لڑکیاں آخر ہیں کس کام کی؟ پہلے باپ کی کھاؤ اور پھر شوہر کی... بس یہی...؟

تو میں نے سب سے سوال کیا کہ تم کیا بننا چاہتی ہو؟ میں ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں...

میرا شوق ہے کہ میں پائلٹ بنوں... میں تو پولیس آفیسر ہی بنوں گی...

کیوں ہر جگہ مرد ہی آفیسر وغیرہ ہوتے ہیں کیا ہم میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ہم عہدیدار بنیں؟۔

میرے سوال پر تین لڑکیوں کے دیئے گئے یہ جوابات بہت طویل تھے جس میں انہوں نے اس بات کو بھی ذرا سا چھیڑا کہ ہم نے پھر بھی شادیاں ہی کرنی ہیں اور شوہروں کا تابعدار رہنا ہے تو کیا فائدہ وغیرہ وغیرہ...

میں نے جواباً تینوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میری بہنا...!

فرض کریں آپ میں سے ہر ایک سرکاری یا پرائیویٹ ادارے میں بڑی سے بڑی ڈاکٹر، پائلٹ یا پولیس آفیسر ہیں؟ کیا وہاں کوئی بڑا ہوگا جس کا حکم ماننا آپ پر لازم ہوگا۔ ان میں ایک نے جواب دیا کہ ماننا تو پڑے گا۔ تو میں نے کہا کہ جب آپ ایک غیر مرد کی، جو کہ آپ پر ایک شرعی حق بھی نہیں رکھتا، ماننے کیلئے حامی بھر رہی ہیں تو شوہر کی تابعداری میں کیا حرج ہے؟۔ ایئر ہوسٹس ہو یا دفتر کی ملازمہ، گلاس لیے بوس کے سامنے پانی پیش کر رہی ہوتی ہیں، یا نوکری کیلئے حراساں ہو رہی ہوتی ہیں حتیٰ کہ تعلیمی و عسکری اداروں اور نیب دفتر میں بھی وہ محفوظ نہ رہیں تو ان سب پر تو آپ کو اعتراض نہیں رہتا تو پھر اگر ایسا شخص جو شرعاً و معاشرۃً آپ کی ہر ضرورت کا ذمہ دار ہے اور اس کے آپ پر حقوق بھی ہیں تو اس کیلئے کھانا پینا پیش کرنے میں کیا دقت ہوگی؟ یقیناً ایسا یا تو کم فہم شخص سوچ سکتا ہے یا پھر عنادی۔

ہم شوہروں کی ماتحت بھی رہیں گی اور بچے بھی پیدا کریں گی

پروفیسر پروین

آج کل ایک عجیب نظریہ چل پڑا ہے کہ جب شادی کی بات آتی ہے تو عورت کیجانب سے سوال کیا جاتا ہے کہ کیا عورت بچے پیدا کرنے کی مشین ہے؟

کیا ہم شوہروں کی ہی خدمت کریں گی؟ کیا مرد ہی گھر کا سربراہ ہوگا؟

کیا میری کفالت ایک مرد کرے گا؟ کیا میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کروں گی؟

کیا میں کاروبار نہیں کروں گی؟

میری بہنا...! حدود کی پابندیاں صرف ہم پر ہی نہیں مردوں پر بھی ہیں۔ آپ احساس کمتری کا شکار کیوں ہوتی ہیں؟ اگر خاتون کو غیر مرد سے بات کرنے کی اجازت نہیں ہے تو مرد کو کہاں سے غیر عورت سے بات چیت کرنے کی اجازت ملی؟ گھر بار کے کاموں سے لیکر حقوق العباد و حقوق اللہ تک مرد بھی ہر طرف سے پابندیوں میں گھرا ہوا ہے۔ یہ فیصل حقیقت ہے کہ بنیادی طور پر مرد و عورت کی پیدائش، افزائش، طور طریقوں اور فطری اعمال میں واضح فرق ہے تو پھر طرز زندگی خصوصاً گھریلو زندگی میں تو ان کے درمیان فرق بھی فطرت کا حصہ بن جاتا ہے۔

رہے آپ کے سوالات تو بچے تو آپ نے ہی پیدا کرنے ہیں۔ آپ، آپ کے والدین، دادا دادی اور سب کو ایک عورت نے ہی جنم دیا ہے۔

شوہر کی خدمت تو اس سے بدرجہا بہتر ہے کہ آپ بطور نوکرانی باس یا بطور ایئر ہوسٹ ایک کافر فاسق اور شہوت پرست کے سامنے شراب کا گلاس پیش کریں۔

اور جی ہاں! مرد ہی گھر کا سربراہ ہوگا، ہمارے پیارے پیغمبر کا بھی یہی طریقہ تھا اور رب العالمین کے ارشادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کاش کہ آپ مطالعہ کرتیں۔

رہا کاروبار... تو آپ کر سکتی ہیں، اس کیلئے گھر سے نکلنا اور غیروں میں گل مل جانا کوئی لازمی امر نہیں ہے۔ آپ سب سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ ہی مضاربت یا شرکت کا معاملہ کریں، آنلائن کاروبار کریں، کوئی اور ایسا طریقہ استعمال کریں جس میں آپ شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی گزارتے ہوئے نفع بھی کما سکیں گی۔

اسی طرح ہر اس پروپیگنڈے کا جواب دیا جاسکتا ہے جس کا آپ کو انجکشن لگایا گیا ہے

لطیفہ:

افسوس اس بات کا ہے کہ آپ غیر مرد کی نوکرانی رہنا تو پسند کر رہی ہیں مگر اپنے ہی شوہر کی ایک حیثیت سے نوکرانی اور ایک حیثیت سے باس بننا پسند نہیں کر رہیں... کیا یہ عقل کی بات ہے؟۔

اگر سیکولر اور گھریلو زندگی میں بطور کامیاب ماں اور بیوی کے ناکامی کا تجربہ رکھنے والی آنٹیوں کے کالمز، واقعات اور تجربات کی بجائے زوجات مطہرات امہات المؤمنین اور کامیاب خواتین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو یہ آپ کو زندگی گزارنے کے صاف و شفاف راستے دکھا سکتا ہے۔ ہماری تاریخ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے عافیہ صدیقی تک ایسی خواتین گزری ہیں کہ ہر ایک کے کردار پر الگ سے ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

آہ صحابیات مائیں!

بنت عمر فاروق

دین اسلام کی اشاعت میں جہاں ایک طرف جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیش بہا قربانیاں دیں، اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جہاد کیا اور اس مبارک راہ میں اپنا لہو بہایا وہیں صحابیات رضی اللہ عنہم اجمعین بھی راہ جہاد میں کسی بھی طرح کی قربانی سے پیچھو نہ رہیں۔

جس طرح آج جبکہ جہاد فرض عین ہے، اور غیور نوجوانان اپنے ماؤں اور جانوں سے جہاد کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنتوں کو زندہ کر رہے ہیں اور شریعت کے نفاذ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے سے گریز نہیں کرتے اسی طرح آج یہ میدان مسلمان غیور عورتوں کو بھی پکار رہا ہے۔ آج اسلام کی ناموس ہر ایک کو پکار رہی ہے۔

آئیں کہ سیرت صحابیات کو اپناتے ہوئے ایک بہادر ماں کی سنت کو زندہ کریں۔ وہ پہاڑ جتنا چوڑا سینہ رکھنے والی بے مثال ماں حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کہ جنہوں نے میدان جنگ میں اپنے چاروں بیٹوں کو للکار کر کہا تھا:

"کہ تم میرے پاس اللہ پاک کی امانت ہو اور میں تمہیں اللہ پاک کی راہ میں قربان کرتی ہوں۔"

وہ عظیم ماں کہ جنکوں نے بیک وقت اپنے چاروں جگر گوشوں کو اللہ کی راہ میں ایک ساتھ شہید ہوتے دیکھا اور اتنی بڑی قربانی کے بعد خوش ہو کر اللہ پاک کا شکر ادا کیا۔

ایک اور عظیم ماں کی قربانی کہ جن کے دل میں اسلام کی محبت اس قدر بھری تھی کہ جب انہوں نے دیکھا کہ راہ جہاد کے لئے سب عورتیں اپنے بیٹوں، شوہروں، بھائیوں کو اللہ پاک کی راہ میں بھیجنے کے لئے ان سے سبقت لے جا رہی ہیں اور انکے والد، بھائی، شوہر کوئی نہیں ہے کہ جنہیں وہ جہاد پر بھیج سکیں تو چند ماہ کا بیٹا اٹھائے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئیں اور کہا کہ یا رسول اللہ! میرے گھر میں اور کوئی مرد نہیں جسے میں آپ کے ساتھ جہاد پر بھیج سکوں، آپ میرے اس بیٹے کو اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے جائیں۔ کہیں میں اس راہ میں پیچھو نہ رہ جاؤں اور مجھے اللہ پاک کے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یہ چند ماہ کا بچہ جہاد پر جا کر کیا کرے گا تو اللہ پاک کی محبت کی دیوانی ان عظیم ماں نے اس قدر رلا دینے والے الفاظ کہے کہ یا رسول اللہ!

"جب آپ میدان جنگ میں ہوں اور دشمن کی طرف سے آپکی طرف کوئی وار ہو تو میرے اس بیٹے کو آگے کر دیجئے گا اور اس کو اپنی ڈھال بنا لیجئے گا۔"

اللہ اکبر کبیرا، کتنی عظیم مائیں ہوا کرتی تھیں۔ کیسی کیسی عظیم قربانیاں دینے والی۔ اللہ پاک کی راہ میں سبقت کر جانے والی۔

آئیں ہم بھی صحابیات کی روش کو اپناتے ہوئے خود کو راہ جہاد کے لئے وقف کریں۔ کیونکہ اسلام کی ناموس ہم کو پکار رہی ہے۔

مجاہد کی ماں، نسل در نسل

اس نے اللہ پاک کی رضا کی خاطر پھولوں کی سیج پر چلنے کی بجائے کانٹوں پر چلنا پسند کیا تھا۔ اچھے سے اچھے رشتے اور دنیا کی ہر عیش و عشرت کو چھوڑ کر مخمل کے فرش پر چلنے کی بجائے زندگی کی سنگلاخ راہوں پر چلنے کے لئے ایک مجاہد ہمسفر کا ہاتھ تھاما تھا۔ ساری کشتیاں جلا کر، اپنے سر پر کفن باندھ کر اس نے اللہ پاک کی راہ میں اپنا گھر بار سب چھوڑ کر ہجرت کی تھی۔ وہ اللہ پاک کی راہ میں پر عزم مہاجرہ اور مجاہدہ تھی۔ یہ اس کی راتوں کو تنہائی میں تڑپ تڑپ کر مانگی گئی دعاؤں کا ثمرہ تھا کہ اللہ پاک نے اس کو اور اسکی اولاد کو اپنی راہ میں قبول فرما لیا تھا۔

باقی مائیں اپنے بچوں کو دنیا میں شہرت کی بلندیوں کو چھونا سکھاتی تھیں تو اس نے اپنی اولاد کو اللہ پاک کی راہ میں پہلوں میں پہل کرنے والا بنایا تھا۔ اس نے اپنی اولاد کو جینے کا مقصد "شریعت یا شہادت" دیا تھا۔ اس نے رو رو کر اللہ پاک سے اپنے لئے ثانی اسامہ بن لادن رحمہ اللہ مانگا تھا۔ ابن ضرار و حمزہ مانگا تھا۔ اس نے اپنی اولاد کو شاہین بننا سکھایا تھا۔ بچپن سے ہی اپنی اولاد کو امت مسلمہ کے مظلوم مسلمانان، لہو رنگ نوجوانان، بہنوں کی تار تار ردائے عصمت کے بارے میں بتایا تھا۔ اس کی اولاد دل میں امت مسلمہ کی شدید محبت اور درد لے کر بڑی ہوئی تھی۔

اس نے اپنی اولاد کو یہ ذہن نشین کروا دیا تھا کہ امت کی بیداری خون شہیداں سے مشروط ہے اور اسی کا ثمرہ تھا کہ آج وہ ایک انقلابی شہید کی ماں تھی۔ جو حق پر ہونے کے جرم میں دنیا کے بہت سے

آہ صحابیات مائیں!

بنت عمر فاروق

کونوں میں مطلوب تھا۔ پر آج وہ راہ وفا کا رہرو اپنی خوبصورت منزل کی جانب رواں دواں تھا۔ حوریں اس عظیم شہید کا استقبال کرنے کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ وہ ایک عظیم شہید کی ماں تھی پر اپنے ایک بیٹے کو اللہ پاک کی راہ میں شہید کروانے کے بعد بھی اس کے قدم نہیں ڈگمگائے تھے۔ اس نے آنسو بہائے تو وہ بھی مسرت کے آنسو۔ اور اس کے ذہن میں نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے غرباء کے لئے بیان ہوئی خوشخبری گونج رہی تھی:

"فطوبی للغرباء"

اور وہ مسکرا رہی تھی۔ وہ مسکراہٹ ایسی تھی جس پر فرشتے بھی رشک کر رہے ہوں۔ جس پر مالک کائنات کو بھی پیار آرہا ہو۔

آج وہ ایک شہید کے ساتھ ساتھ عالم حق کی ماں بھی تھی۔ وہ عالم حق جو باطل کی کھلے عام تردید کرتا تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ صعوبتیں، قید و بند اور تختہ دار اسکا منتظر ہو سکتا ہے۔ وہ عالم حق جو غازی بھی تھا اور جس کے نام سے ہی کفر کے ایوان اور طواغیت کے دلوں میں لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

وہ دعائیں، وہ عہد و پیماں جو اس نے برسوں پہلے اللہ پاک سے باندھے تھے کہ وہ اپنے آپ کو، اپنے ہمسفر کو اور اپنی اولاد کو اللہ پاک کی راہ میں وقف کرتی ہے آج وہ عہد اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہی تھی۔

اللہ پاک نے اسکو ایک پیاری سی بیٹی دی تھی جو بالکل اپنی ماں کا عکس تھی۔ آج اسکی بیٹی بھی کم عمری میں ہی راتوں کو اٹھ کر اللہ پاک سے وہی دعائیں مانگتی تھی جو بہت پہلے اسکی ماں مانگا کرتی تھی۔ آج اسکی بیٹی بھی اپنی اولاد کو اللہ پاک کی راہ میں وقف کرنے کا عہد کر رہی تھی۔

وہ ایک عظیم ماں تھی۔ اپنی نسل کو اللہ پاک کی راہ میں وقف کرنے والی۔ آج اس کی بیش بہا کاوشوں کی بدولت ایک سر فروشوں کا قافلہ تیار ہو چکا تھا۔ وہ راہ عزیمت کے بے باک مسافروں کا قافلہ۔ جنھیں اسلام کے پرچم کو دنیا کے ہر کونے میں گاڑنا تھا۔ جنہیں خلافت کا قیام کرنا تھا اور شریعت کا نفاذ کرنا تھا۔ اور وہ سب اس کے لئے سر کرداں تھے۔

واقعی وہ ایک عظیم ماں تھی۔ بہت عظیم ماں۔

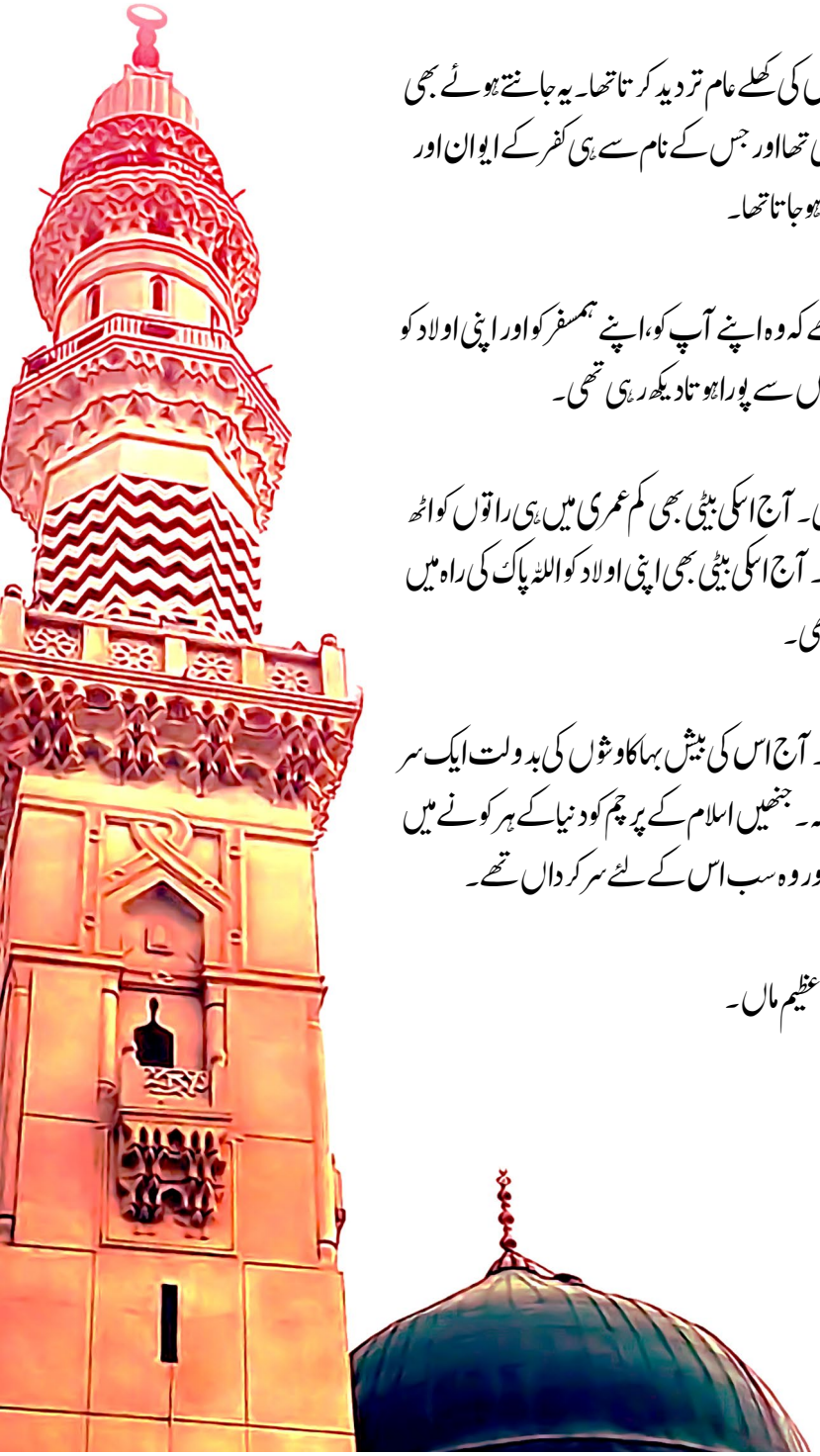

خواتین کا جہاد میں کردار

ام عبد اللہ

جہاد کے معنی کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مکمل سعی و کوشش کرنا ہے۔ اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے معنی اللہ کی راہ میں دینِ اسلام کی اشاعت، اس کے غلبہ اور اس کے تحفظ کے لیے مسلسل جہد و کوشش کرنا اور وقت ضرورت جان پر کھیل کر بھی اس کام کو انجام دینا ہے۔

بالعموم خواتین یہ خیال کرتی ہیں کہ جہاد صرف میدانِ جنگ میں جا کر دشمن کا مقابلہ کرنا ہی ہے۔ بے شک یہ جہاد کا افضل ترین پہلو ہے لیکن اپنی استطاعت کے مطابق دینِ اسلام کی اشاعت، اس کے غلبہ اور تحفظ کے لیے اپنا دل پسند مال خرچ کرنا، اپنے عمل اور قول سے لوگوں کو اللہ کی راہ میں جد و جہد کرنے پر ابھارنا، اپنی تحریر سے عوام الناس کو معاشرتی برائیوں سے روکنا اور نیکیوں پر ابھارنا بھی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔

آج کی عورت یہ تمنا کرتی ہے کہ اسے بھی مردوں کے شانہ بشانہ چلنے کا موقع دیا جائے۔ گھر میں رہنا، گھرداری اور بچوں کی تعلیم و تربیت اسے بالکل معمولی کام لگتے ہیں۔ اس تعلق سے ہماری بہترین رہنمائی، دنیا کے بہترین رہنما، اللہ کے رسول ﷺ کے اس واقعہ سے ہوتی ہے کہ خواتین کا جہاد کیا ہے؟

اسماء بنت زیدؓ انصاریہ ایک مشہور دیندار اور عقلمند صحابیہ کے متعلق روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپؓ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا:

"مجھے عورتوں کی ایک جماعت نے اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے۔ سب کی سب وہی کہتی ہیں جو میں عرض کرنے آئی ہوں اور وہی رائے رکھتی ہیں جو میں گزارش کر رہی ہوں۔ عرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے چنانچہ ہم سب آپؐ پر ایمان لائیں، اور ہم نے آپؐ کی پیروی کی لیکن ہم عورتوں کا حال یہ ہے کہ ہم پردوں کے اندر رہنے والی اور گھروں کے اندر بیٹھنے والی ہیں۔ ہمارا کام یہ ہے کہ مرد ہم سے اپنی خواہشِ نفس پوری کر لیں اور ہم ان کے بچے لادے لادے پھریں۔ مرد جمعہ، جماعت، جنازہ و جہاد ہر چیز کی حاضری میں ہم سے سبقت لے گئے۔ وہ جب جہاد میں جاتے ہیں تو ہم ان کے گھربار کی حفاظت کرتی ہیں اور ان کے بچوں کو سنبھالتے ہیں تو کیا اجر میں بھی ہمیں ان کے ساتھ حصہ ملے گا؟"

اللہ کے رسولؐ ان کی یہ فصیح و بلیغ تقریر سننے کے بعد تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"کیا تم نے اس سے زیادہ عمدہ بھی کسی عورت کی تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟"

تمام صحابہؓ نے قسم کھا کر انکار کیا کہ نہیں یا رسول اللہ!

اس کے بعد آپؐ اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"اے اسماء! میری مدد کرو اور جن عورتوں نے تم کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے ان کو میرا یہ جواب پہنچا دو کہ تمہاری اچھی طرح خانہ داری کرنا، اپنے شوہروں کو خوش رکھنا اور ان کے ساتھ سازگاری کرنا، مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں۔"

حضرت اسماءؓ اللہ کے رسولؐ کی یہ بات سن کر خوش خوش، اللہ کا شکر ادا کر کے چلی گئیں۔ حضرت اسماءؓ نے اس وقت صرف خواتین کی نمائندگی ہی نہیں کی بلکہ قیامت تک آنے والی خواتین کی رہنمائی کا انتظام کر دیا اور اسی طرح موجودہ زمانے کی خواتین کے لیے بھی نمائندہ خوشخبری بہم پہنچائی۔ موجودہ زمانے میں آزادیٔ نسواں کے نعرے لگانے والی خواتین، جو کہ بظاہر گھرداری کو معمولی کام تصور کرتی ہیں، یہ ان کے لیے بڑا سبق ہے۔ ایسی خواتین کو چاہیے کہ وہ بذاتِ خود خوشحال گھرانوں کا مشاہدہ کریں کہ ان کے گھروں میں خوشحالی کس طرح آئی؟ یہ مائیں ہی تو ہیں جو اپنے بچوں کو نڈر، بہادر اور جری بناتی ہیں۔ انہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ عبد اللہ بن زبیرؓ، حسنؓ اور حسینؓ جیسے بہادر اور حق شناس سپاہی اسلام کو ملے۔ اگر مائیں گھر چھوڑ کر باہر نکل جائیں، اپنی توجہ گھر سے ہٹا لیں تو ہماری ملت اور ہماری قوم کو خالدؓ بن ولید، محمدؒ بن قاسم اور صلاح الدین ایوبیؒ جیسے سپہ سالار کون مہیا کرے گا؟ یہ مائیں ہی تو تھیں جن کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ انھوں نے دین کی محبت بیٹوں کے دلوں میں اس طرح راسخ کر دی تھی اور شہادت کا جذبہ ان میں اس طرح پختہ کر دیا تھا کہ وہ اپنی جانوں کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور بے دھڑک اسلام کی سربلندی کے لیے میدان میں کود پڑتے تھے۔

میری بہنو! یہ دور آخری دور ہے۔ اس وقت تمام عالم کفر اکٹھا ہو کر اسلام کو بالکل ختم کرنے پہ تُلا ہوا ہے۔ اور ہمارا اثاثہ چند مجاہدین ہیں۔ ہمارے حالات جہل کے اُس منہج پر ہیں کہ ہمارے مسلمان بھی کفر کو اسلام سمجھ بیٹھے ہیں، وہ بھی محض چند ٹکوں کیلیے۔

ایک عورت ہی گھر اور پورے خاندان کی اصل کفیل ہے۔ اول درجے میں تو یہ بہت ضروری ہے کہ مجاہدین کا ساتھ عملاً دیا جائے۔ دوسرے درجہ میں جہاد بالمال کیساتھ اور تیسرا اپنی تحاریر اور دعاؤں کے ذریعے اُمت کے ان بیٹوں کی دادرسی کی جائے۔

اللہ ہم سب بہنوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

قصہ، ایک "دہشتگرد" کا

اختِ ریحان جہلمی

بتاؤ، خاموش کیوں کھڑے ہو؟ ارے جواب دو...

کون سا کالا دھندہ کر رہے ہو؟

تمہیں اس دن کیلئے پال پوس کر بڑا کیا تھا کہ تم اس عمر میں ہم پر ذلت انڈیلو؟

عباس صاحب کی غصے سے گرجتی ہوئی آواز گھر کے در و دیوار ہلا رہی تھی، جبکہ مصعب خاموشی سے نگاہیں جھکائے اپنے والد صاحب کی باتیں سن رہا تھا۔ چہرے پر ندامت و شرمندگی کی بجائے سکون و طمانیت کے سبب عباس صاحب کے غصے میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔

دو دن قبل ہی عباس صاحب کے گھر رات تین بجے خفیہ ایجنسی کے اہلکار آئے اور گھر کا کونہ کونہ چھان مارا، گھر میں مصعب کو نہ پا کر اسکا لیپ ٹاپ، گھڑی، کتابیں اور ساتھ ہی گھر میں موجود سارا نقد اور سونا لیکر چلے گئے۔ گھر والے خوف و ہراس میں مبتلا مصعب کے انتظار میں تھے۔ ۲ دن بعد جیسے ہی مصعب گھر آیا تو عباس صاحب فوراً اسے اپنے کمرے میں لے گئے اور اس پر برس پڑے۔

عباس اور عاتکہ کا اکلوتا بیٹا مصعب جس کو انہوں نے ڈاکٹر بنانے کے بعد اسکی خالہ زاد سے اس کی شادی کر دی تھی۔ اللہ نے ایک سال بعد ہی چاند سے بیٹے کی نعمت سے نوازا، بظاہر یہ مختصر فیملی دنیا کی نظر سے کامیاب تھی، لیکن اس اچانک افتاد سے سبھی پریشان ہو گئے۔

مجھے جواب چاہیئے مصعب! تم تو کہہ کر گئے تھے کہ کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جا رہا ہوں کہاں گئے تھے؟ کونسے دھندے میں ملوث ہو گئے ہو؟ جس کیلئے پولیس نہیں، رینجرز نہیں ڈائرکٹ خفیہ ایجنسی والے آ ٹپکے ہیں؟

غصے کے باعث عباس صاحب کے منہ سے کف نکل رہا تھا۔

بابا جان! میں الحمد للہ ایسے عظیم گروہ میں شامل ہو گیا ہوں جن کا جینا اور مرنا صرف اور صرف اللہ کیلئے ہے۔ دنیاوی دھوکے اور رنگینیوں سے نکل کر خالص اللہ کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے والے لوگ "**صبغة اللّٰه، ومن احسن من اللّٰه صبغة**"

اللہ کے وفادار اللہ کے انصار... کیا مطلب ہے تمہارا؟

عباس صاحب حیرت سے بولے... مطلب...

بابا جان! اللہ رب العزت نے ہمیں صرف اپنے لیے پیدا کیا

"**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون**"

جن و انس کو پیدا کرنے کا مقصد صرف اور صرف اللہ ہی کی عبادت ہے اور عبادت صرف نماز، روزہ، حج کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالی کے تمام احکامات پر پورا اترنے کو عبادت کہتے ہیں۔ اللہ رب العزت نے ہم مسلمانوں پر نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کے علاوہ بھی بہت سے احکامات کو لازم کیا ہے جس سے کچھ عرصہ قبل میں بھی نابلد تھا، لیکن الحمد للہ اب مجھے ان احکامات کا شعور بھی آیا اور اللہ عمل کرنے کی توفیق سے بھی نواز رہے ہیں۔ مصعب دھیرے لہجے میں بول رہا تھا... مجھ سے کیا پہیلیاں بجھا رہے ہو؟ عباس صاحب کا غصہ پھر عود آیا

بابا جان! اللہ رب العزت نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایسا نظام بنائیں:

جہاں قانون صرف اللہ کا ہو جہاں فیصلہ اللہ کے حکم کے مطابق ہو "ان الحکم الا للہ"

اس نظام میں ہر چیز شریعت کے مطابق ہو

باپردہ عورتیں، داڑھی سے مزین جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے مرد،

اخوت و بھائی چارگی، امن و امان، تمام مسلمانوں کا ایک خلیفہ ہو۔

جھوٹ، رشوت، سود، بدکاری، فحاشی، ناحق قتل، چوری، ڈکیتی اور تہمت سے پاک نظام...

ایسا نظام جہاں امیر ہو یا غریب... سب کیلئے قوانین یکساں ہوں

چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہو شرابی کی سزا ۸۰ کوڑے ہو

پاکدامن پر تہمت لگانے والے پر ۸۰ کوڑے ہو

شادی شدہ زانی کی سزا سنگسار ہو چاہے وہ مالدار ہو یا غریب، عربی ہو یا عجمی، خوبصورت ہو یا بدصورت، فوجی ہو یا موچی، ہر ایک کیلئے قانون برابر ہو۔ مصعب نے پھر ایک لمبی سانس کھینچی اور بولنا شروع کیا...

لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں، وہ اس نظام کیلئے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، کفار کے ساتھ دوستی کر کے قلیل دنیا کے ساز و سامان کے حصول کیلئے اللہ کے احکامات کو توڑتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ ارشاد فرماتا ہے:

"**ومن لم یحکم بما انزل اللّٰه فاولئک هم الکافرون**"

یہ لوگ ظالم و فاسق اور غیر اسلامی حکمران ہیں، ہمیں اس نظام کو لانے سے پہلے اس نظام کے ماتعین کو ختم کرنا ہو گا، شریعت مطہرہ میں اسے جہاد کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیا...؟ کیا مطلب؟

عباس صاحب غصے اور حیرت کے ملے جلے تاثرات میں چیخ پڑے

تم نے دہشتگردی شروع کر دی؟ ملک کے باغیوں سے جا ملے ہو؟

بے یقینی کے سبب عباس صاحب کی آواز پھٹ رہی تھی

نہیں بابا جان!

باغی تو یہ لوگ ہیں جو اللہ کے احکام سے روگردانی اور بغاوت کرتے ہیں... کفار سے دوستی کر کے دین میں تحریف کی کوشش کرتے ہیں،

"**بشر المنافقین بأن لهم عذابا أليما الذين يتخذون الكافرون أولياء من دون المؤمنين أيبتغون عندهم العزة فإن العزة للّٰه جميعا**"

اپنے ملک کو اسلامی ملک اور خود کو محافظ اسلام کہتے ہیں لیکن پرلے درجے کے منافقین ہیں یہ...

باباجان یہ میں نہیں کہہ رہا قرآن ان کو یہ نام دے رہا ہے

اور آپ جن لوگوں کو باغی کہہ رہے ہیں وہ صرف اللہ کی رضا، اللہ کے حکم اور اللہ کی شریعت کے نفاذ کیلئے اپنے تن من دھن کی بازی لگا رہے ہیں۔ نہ قومیت، نہ وطنیت، نہ لسانیت اور نہ ہی بہادری دکھانے کیلئے لڑ رہے ہیں۔

دیکھو مصعب چھوڑو یہ سب...

الحمد للہ ہم صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرتے ہیں، اللہ نے ہمیں مال دیا ہے جس سے ہم یتیم و مسکین کی مدد کرتے ہیں، اللہ کے فضل سے حج بھی کیا ہے، اللہ اسی سے راضی ہو جائیں گے۔ دیکھو تمہاری بیوی اور اپنے بیٹے کا خیال کرو... کم از کم اپنے بوڑھے والدین ہی کا خیال کرلو... دیکھو میرے بیٹے! میں تمہاری سب باتوں سے اتفاق کرتا ہوں لیکن جس راستے کو تم نے چنا ہے، اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مار دیئے جاؤ گے اور تمہارے پیچھو ہم پر بھی دنیا تنگ کر دی جائے گی۔ عباس صاحب نے مصعب کا پر عزم ارادہ دیکھ فوراً پینترا بدل ڈالا۔ مصعب ہلکا سا مسکرایا...

"أم حسبتم أن تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأسآء والضرآء وزلزلوا حتى يقول الرسول والذين أمنوا معه متى نصر اللّٰه ألا إن نصر اللّٰه قريب"

باباجان! آپ جانتے ہیں؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لانے سے پہلے قریش کے شہزادے جانے جاتے تھے لیکن جب وہ شہید ہوئے تو ان کے کفن کیلئے اتنا کپڑا نہیں تھا کہ ان کے پورے بدن کو ڈھک سکے، بابا جان! اسلام تو قربانی مانگتا ہے۔

مصعب!!! عباس صاحب چیخ پڑے... اگر تم نے میری بات نہیں ماننی ابھی اسی وقت گھر سے نکل جاؤ اور تم کونسی شریعت کا راگ الاپ رہے ہو۔ اللہ نے والدین کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے اس پر عمل نہیں کر رہے اور اللہ کا نام لیکر فتنہ و فساد کیلئے کھڑے ہو۔ خود کو دھوکہ دے رہے ہو یا مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہو؟ عباس صاحب کا سانس پھولنے لگا

باباجان! آپکا حکم سر آنکھوں پر لیکن جب جہاد فرض عین ہو جائے تو اولاد کو والدین کی اور بیوی کو شوہر کی اجازت درکار نہیں ہوتی، اس سے پہلے مصعب کچھ اور کہتا عباس صاحب ضبط کھو بیٹھے مصعب کا گریبان کھینچ کر کمرے سے باہر لے گئے۔ باہر کھڑی عاتکہ بیگم اور صفیہ کی آنکھیں تواتر سے آنسو بہا رہی تھیں جو اس بات کی علامت تھی کہ ان کی آوازیں کمرے سے باہر بآسانی ان کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں، سامنے مصعب کا ۲ سال کا خوبصورت بیٹا ان تمام چیزوں سے بے خبر کھیلنے میں مشغول تھا۔ عباس صاحب مصعب کو کھینچتے ہوئے مین گیٹ کی طرف لے گئے۔ مصعب بھی بے جان اشیاء کی طرح ان کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ عاتکہ بیگم اور صفیہ روتے ہوئے انکے پیچھو پیچھو آکر منت کر رہی تھی۔

چھوڑ دیں... بچہ ہے... نا سمجھ ہے... میں سمجھا دوں گی...

عاتکہ بیگم مسلسل منت کر رہی تھیں۔ عباس صاحب نے ان سنا کرتے ہوئے مصعب کو مین گیٹ سے باہر دھکیل کر دھڑام سے دروازہ بند کر دیا۔ اس شور شرابے سے مصعب کا بیٹا عمیر بھی زور زور سے رونے لگا۔ گھر میں کہرام مچا تھا۔ جب یہ سارے عیش و عشرت سے محروم ہو گا تب عقل آئیگی... عباس صاحب نے بلند آواز میں کہا... ساتھ ہی عاتکہ بیگم اور صفیہ کو اندر چلنے کا اشارہ کر کے خود بھی اندر چلے گئے۔

لیاری میں تین دہشتگرد پولیس مقابلے میں ہلاک ہو گئے...

اینکر چلا چلا کر بذریعہ اسکرین عوام تک خبر پہنچا رہی تھی، عباس صاحب چائے کا سپ لیتے ہوئے خبر دیکھ رہے تھے کہ اچانک انہیں لگا کہ ان کے دل کی ڈھڑکن رکنے لگی ہے۔ کیونکہ ان تینوں میں سے انہیں ایک مصعب لگ رہا تھا وہ سب چھوڑ چھاڑ کر باہر کی طرف بھاگے۔ عاتکہ بیگم بلک بلک کر رو رہی تھی... صفیہ عمیر کو سینے میں چھپائے اپنی ہچکیاں روکنے کی کوشش کر رہی تھی، سامنے مسکراتا ہوا مصعب کفن میں لپٹا چارپائی پر تھا، دیکھنے میں محسوس ہو رہا تھا جیسے گہری نیند میں ہو اور خوبصورت خواب اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر رہی ہو، تعزیت کیلئے آئے ہوئے لوگوں میں چہ مگوئیاں ہو رہی تھیں۔ عباس صاحب ان سب سے بے پرواہ ٹکٹکی باندھے اپنے اکلوتے لال کو دیکھ رہے تھے، اتنے میں کچھ لوگ آگے بڑھ کر جنازہ اٹھانے لگے۔ عاتکہ بیگم چیخ مار کر بیہوش ہو گئی۔

کیا جرم تھا اس نوجوان کا...

صرف اتنا جرم کہ اس نے اللہ کے حکم پر عمل کرنے کی صدا لگائی اور یہ درخواست کی کہ مسلمانوں کے ملک میں کفار کے احکام نہیں، اللہ کا قانون نافذ ہو... بس اتنا سا جرم ہے؟ قیامت والے دن یہ ظالم لوگ اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے؟ عارضی دنیا کیلئے آخرت کا خسارہ کر لیا۔

یاد رکھو! یہ بازی حق کی بازی ہے — یہ بازی تم ہی ہارو گے
گھر گھر سے مجاہد نکلیگا — تم کتنے مجاہد مارو گے

سامان کی پیکنگ ہو گئی؟

عباس صاحب نے عاتکہ بیگم سے پوچھا جی الحمد للہ! عاتکہ بیگم نے بینگ کی زپ بند کرتے ہوئے جواب دیا۔ رات کے ۲ بجے میاں، بیوی، بہو اور ننھے شہزادے کا مختصر قافلہ اس گندے نظام سے چھٹکارا حاصل کرنے اور کروانے کیلئے ہجرت کر رہے تھے۔ ایسے نظام کی جدوجہد کیلئے ہجرت کر رہے تھے۔ جہاں صرف اللہ کا قانون ہو، انسانوں کے بدبودار بنائے ہوئے نظام سے بغاوت کیلئے ہجرت کر رہے اور بزبان حال کہہ رہے تھے: اگر اظہار استبداد کا معنی بغاوت ہے

اگر بیزاری بیداء کا معنی بغاوت ہے — اگر مظلوم کی فریاد کا معنی بغاوت ہے
تو پھر میں ایک باغی ہوں — میرا مسلک بغاوت ہے
میرا مذہب بغاوت ہے — میرا مشرب بغاوت ہے
بغاوت کرنے والا کم سے کم آزاد ہوتا ہے
زباں آزاد، دل آزاد، دم آزاد ہوتا ہے

تذکرۂ مؤمنات
حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

حضرت سُمیّہ بنتِ خُبّاط رضی اللہُ عنہا کا شمار ان عظیمُ الشان ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر کے کفر و شرک کے اندھیرے سے ایسی دوری اختیار کی کہ پھر کوئی قوت اور طاقت آپ کو واپس نہ کھینچ سکی۔ آپ ابو حذیفہ بن مُغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں، اس نے خود آپ کا نکاح اپنے حلیف حضرت یاسر بن عامر رضی اللہُ عنہ سے کیا اور جب ان کے ہاں حضرت عمّار رضی اللہُ عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ کو آزاد کر دیا، حضرت عمّار اور ان کے والدین کا شمار بھی جلد اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے۔

اسلام کی خاطر تکالیف پر صبر: حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہُ عنہا اور آپ کے شوہر چونکہ ان سات لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا تو کفّارِ مکہ نے آپ اور آپ کے گھرانے پر ظلم و ستم کی حد کر دی۔ مثلاً وہ ان سب کو لوہے کی زِرَہ پہنا کر تپتی ریت پر دھوپ میں کھڑا کر دیتے، لیکن ایسی صورتِ حال میں بھی آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا، ناشکری کا کوئی بھی کلمہ ادا نہ کیا، ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس طرف سے گزر رہے تھے تو انہیں تپتے صحرا میں ایذائیں پاتا دیکھ کر ارشاد فرمایا **صبرا ال یاسر موعدکم اللجنۃ** یعنی اے آلِ یاسر! صبر کا دامن تھامے رہنا، تمہارے لئے جنّت کا وعدہ ہے۔

اسلام کی شہیدۂ اول: آپ وہ پہلی خاتون ہیں جن کا خون راہِ خُدا میں سب سے پہلی بار بہایا گیا، وہ اس طرح کہ ابو جہل نے آپ کو نیزا مارا جس سے آپ شہید ہو گئیں۔

آل یاسر کے لئے خوش خبری: جب حضرت سمیہ رضی اللہُ عنہا کو شہید کیا گیا تو آپ کے بیٹے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہُ عنہما سخت صدمے کی حالت میں آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مشرکین نے ظلم کی انتہا کر دی، حضور نے انہیں صبر کی تلقین کی اور ان کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی **اللھم لا تعذب احدا من ال یاسر بالنار** یعنی اے اللہ! آلِ یاسر کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ جب جنگِ بدر میں ابو جہل مارا گیا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہُ عنہما کو بلا کر مبارک باد دی اور ارشاد فرمایا **قد قتل اللّٰہ قاتل امک** یعنی اللہ پاک نے تیری والدہ کے قاتل سے بدلہ لے لیا۔

تذکرۂ مؤمنات

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا

ذرا غور کیجئے کہ جاہ و جلال والے عظیم سردارانِ قریش کے سامنے ایک بوڑھی اور نادار غلامانہ زندگی بسر کرنے والی حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہُ عنہا کیسے خم ٹھونک کر کھڑی رہیں اور رؤسائے قریش کے ظلم و ستم سے بھی نہ ڈگمگائیں ، بلکہ راہِ خُدا میں جان کا نذرانہ تک پیش کر دیا ، اس سے ان اسلامی بہنوں کو درس حاصل کرنا چاہیئے جو طرح طرح کی سہولتیں اور آسانیاں ہونے کے باوجود دین سے دور ہیں اور اللہ کریم کی نافرمانیوں میں لگی ہوئی ہیں ، ان میں نہ فرائض و واجبات کا علم سیکھنے کا جذبہ ہے نہ سنّتوں پر عمل کا شوق ۔

اللہ کریم ہمارے حال پر رحم فرمائے اور صحابیات کے نقشِ قدم پر چلنے اور دین پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرمائے ۔ آمین

رواں سال 2023ء کے ماہ فروری (رجب المرجب-شعبان المعظم) میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں کی تفصیلی رپورٹ!

گزشتہ ماہ تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے چار استشہادی حملوں سمیت کُل ۲۹ حملے کیے، جن میں ۱۲۷ فوجی، پولیس، سی ٹی ڈی، ایف سی اور خفیہ اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔ اور مجاہدین کو ایک کلاشنکوف اور ایک پستول حاصل ہوئے۔

کارروائیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

یکم فروری ۲۰۲۳ء

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے پنجاب کے ضلع میانوالی کے تھانہ مکڑوال پر تعارضی حملہ کیا، جس میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے اور تھانے کو بھی جزوی طور پر نقصان پہنچا۔

یکم فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے گلداد گرہ میں ایک فوجی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا۔ حملے میں ہلاکتوں کا قوی امکان ہے جبکہ پوسٹ کو بھی جزوی طور پر نقصان پہنچا۔

یکم فروری/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں کے شمالی وزیرستان کی تحصیل سپین وام میں فوجی قلعے پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس میں جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۵/فروری/۲۰۲۳ء

کوئٹہ ائیرپورٹ چوک پر موسیٰ چیک پوسٹ کے نزدیک ہمارے استشہادی مجاہد منصور بلال نے فوج اور ایف سی کے قافلے پر استشہادی حملہ کیا، جس میں تین گاڑیاں تخریب کا نشانہ بنیں اور ایک فوجی آفیسر سمیت دس فوجی اور ۲۰ ایف سی اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۵/فروری/۲۰۲۳ء

کل رات تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ولایت ڈی آئی خان کے ضلع ٹانک میں فوج کے زیر تعمیر ہاسٹل کو تخریب کا نشانہ بنایا۔

۴/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل شکتوئی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کی پوسٹ پر اسنائپر کے ذریعے حملہ کیا، جس میں دو فوجی نشانہ بنے۔

۸/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل کلاچی میں ہتھالہ چیک پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا۔ حملے میں نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۰/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل پروآ کے علاقے کھوئی بہارہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین اور حکومتی لشکر کے درمیان شدید جوابی جھڑپ میں حکومتی لشکر کے دو اہلکار ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔ مجاہدین نے ایک کلاشن اور ایک پستول بھی حاصل کیا۔

۱۱/فروری/۲۰۲۳ء

آج بروز ہفتہ ولایت بنوں کے شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے کھجوری چیک پوسٹ کے قریب ایف سی کے قافلے پر تحریک طالبان پاکستان کے ایک استشہادی مجاہد نصر اللہ غازی نے کامیاب حملہ کر کے کم از کم ۱۲۲ اہلکاروں کو ہلاک و زخمی کر دیا۔

۱۱/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل ٹانک میں تھانہ گومل کے قریب تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے ایک دستے پر پولیس نے فائرنگ کر دی، جس پر طالبان نے جوابی کارروائی کرتے ہوئے حملہ پسپا کیا اور بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہوئے۔ پولیس کے جانی و مالی نقصان کا قوی امکان ہے۔

۱۲/فروری/۲۰۲۳ء

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ولایت بنوں کی تحصیل جانی خیل میں ناپاک فوج کے ایک اہلکار کو اسنائپر حملے کا نشانہ بنایا جس سے وہ موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔

۱۳/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل درابن میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے کھتی چیک پوسٹ پر لیزر گن سے حملہ کیا جس سے پولیس چوکی میں موجود نصف درجن کے قریب اہلکار ہلاک و زخمی ہوئے۔

۱۳/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں کی تحصیل میرانشاہ کے علاقے ناریاولہ میں مجاہدینِ اسلام نے پاکستانی فوج کی گاڑی پر دن دس بجے، ایم بش حملہ کیا۔ جس میں پانچ فوجی مارے

گئے، جبکہ گاڑی بھی تخریب کا نشانہ بنی، اور ایک جاسوسی ڈرون کیمرے کو بھی نشانہ بنایا گیا۔

۱۶/فروری/۲۰۲۳ء

آج دوپہر تقریباً ۳ بجے ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل کلاچی کے علاقہ ٹکواڑہ میں فوج اور اس کی بنائی گئی امن کمیٹی کے اہلکاروں نے مجاہدین کے ایک مرکز پر چھاپہ مارا، مجاہدین نے جواں مردی سے مقابلہ کرتے ہوئے اس چھاپے کو ناکام بنایا اور محفوظ نکلنے میں کامیاب ہوئے۔

۱۶/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت پشاور کے پشاور شہر کے تھانہ سوکنو پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے تعارضی حملہ کر کے متعدد پولیس اہلکاروں کو زخمی کر دیا۔

۱۶/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل سروکئی کے علاقے سپنکئی میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے ایک مجاہد نیک رحمان عرف ادریس محسود پر چھاپہ مارنا چاہا، جس پر ہمارے مجاہد بھائی نے استشہادی حملہ کر کے کئی فوجی اہلکاروں کو ہلاک اور متعدد فوجیوں کو زخمی کر دیا۔

۱۷/فروری/۲۰۲۳ء

تحریک طالبان پاکستان کے تین استشہادی مجاہدین نے اللہ کی مدد و نصرت سے تمام سیکورٹی حصار توڑتے ہوئے صدر پر واقع پولیس کے محفوظ ترین مقام کراچی پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا اور تین گھنٹے تک اس ہیڈ کوارٹر پر اپنا قبضہ برقرار رکھنے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ حملے میں دو درجن سے زائد پولیس اور رینجر اہلکار ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں۔

۱۸/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں کی تحصیل جانی خیل کے علاقے بوپی میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے فوج کی ایک بکتر گاڑی کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار تمام اہلکار جن کی تعداد ممکنہ طور پر ۱۵ تھی ہلاک و زخمی ہو گئے۔

۱۹/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی کی تحصیل گومل کے علاقے منزئی میں فوج نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر چھاپہ مارا، مجاہدین کی بروقت جوابی سے فوج کے چھاپے کو ناکام بنایا گیا جس میں فوج کو بھاری نقصان اٹھانا پڑا تاہم مجاہدین محفوظ رہے۔

۲۲/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل لدھا میں پارٹی پوسٹ پر تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں دو اہلکار ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔

۲۲/فروری/۲۰۲۳ء

بلوچستان کے ضلع کوئٹہ کے علاقے کچلاک میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایک پولیس اہلکار کو قتل کر دیا، جو مجاہدین کی مخبریوں اور چھاپوں میں پیش پیش رہتا تھا۔

۲۲/فروری/۲۰۲۳ء

تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ولایت پشاور کی تحصیل باڑہ کے "باڑہ کوہی" ایف سی کیمپ پہ حملہ کر کے کم از کم ایک ایف سی اہلکار کو ہلاک کر دیا۔

۲۳/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی کے علاقے ہرمزکلی میں طالبان مخالف لشکر (سرنڈروں) نے تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین پر گھات لگا کر حملہ کرنے کی کوشش کی، جوابی کارروائی میں ان کا ایک اہم کمانڈر ہلاک اور ایک زخمی ہوا۔

۲۴/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان، جنوبی وزیرستان کی تحصیل مکین کے علاقہ قلندر (سری پنگہ) میں مجاہدین نے فوج کے ایک قافلے کو گھات حملے کا نشانہ بنایا، جس میں فوج کے تین اہلکار ہلاک اور دیگر کے زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔

۲۴/فروری/۲۰۲۳ء

تحریک طالبان پاکستان کے ٹارگٹ کلر دستے نے بلوچستان کے ضلع پشین میں سی آئی ڈی آفیسر جو مجاہدین پر چھاپوں اور انکی مخبریوں میں ملوث تھا، کو نشانہ بنایا جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔

۲۵/فروری/۲۰۲۳ء

صوبہ بلوچستان کے ضلع سوراب کے مرکزی بازار میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے حملہ کر کے عبدالعزیز نامی پولیس اہلکار کو شدید زخمی کر دیا۔

۲۶/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت بنوں، لکی مروت کے علاقے سید خیل میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین نے ایس ایچ او لکی مروت عبدالرزاق کی گاڑی کو مائن حملے کا نشانہ بنایا، جس میں ایس ایچ او سمیت ۴ اہلکار شدید زخمی ہوئے مذکورہ شخص جعلی مقابلوں اور مجاہدین پر چھاپوں میں پیش پیش تھا۔

۲۶/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت ڈی آئی خان کی تحصیل کلاچی میں پولیس کی ایک چیک پوسٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس میں ۴ اہلکار ہلاک اور دیگر زخمی ہوئے۔

۲۷/فروری/۲۰۲۳ء

ولایت مردان، ضلع مردان کے علاقے دوبئی اڈہ میں تحریک طالبان پاکستان کے مجاہدین کے مجاہدین کی فائرنگ سے دو اہلکار شدید زخمی ہو گئے۔

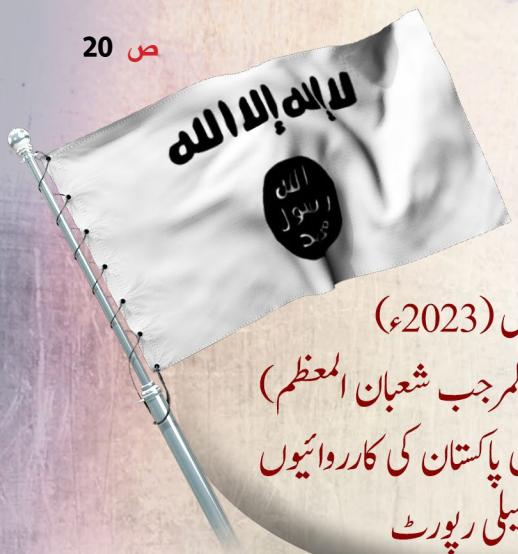

کُل حملے 29

رواں سال (2023ء)
ماہ فروری (رجب المرجب شعبان المعظم)
میں تحریک طالبان پاکستان کی کارروائیوں
کی تفصیلی رپورٹ

جائے عملیات

ڈیرہ اسماعیل خان:	7
شمالی وزیرستان:	4
جنوبی وزیرستان:	4
بنوں:	2
ٹانک:	2
کوئٹہ:	2
میانوالی:	1
کراچی:	1
پشاور:	1
پشین:	1
سوراب:	1
خیبر ایجنسی:	1
مردان:	1
لکی مروت:	1

دشمن کا جانی نقصان:

ہلاکتیں: 57

کل ہلاک و زخمی: 127

زخمی: 70

نوعیت عملیات:

استشہادی حملے: 4
گوریلہ حملے: 4
جوابی حملے: 4
گھات حملے: 4
تعارضی حملے: 4
ٹارگٹڈ حملے: 4
سنائپر/لیزر حملے: 3
گرنیڈ/بم دھماکے: 2

دشمن سے حاصل شدہ اسلحہ:

ایک عدد کلاشنکوف

ایک عدد پستول

نقصان اٹھانے والے ادارے:

ایف سی: 46
فوج/رینجرز: 37
پولیس: 36
خفیہ/امن کمیٹی: 8

تخریب:

5 عدد فوجی گاڑیاں | 2 عدد پولیس تعمیرات | عدد پولیس آفس | عدد پولیس گاڑی | عدد جاسوسی کیمرہ

پردہ

خدا سے عہد و پیماں کی علامت ہے مرا پردہ
سمعنا اور اطعنا کی شہادت ہے مرا پردہ

مجھے قرآن کی آواز پر لبیک کہنا ہے
سو اِک شرط وفا ہے استقامت ہے مرا پردہ

محمدؐ کی غلامی پر فدا ہر ایک آزادی
مرے سرکارؐ کی جانب سے خلعت ہے مرا پردہ

زباں سے کیا کہوں مَیں آج کی آزاد عورت کو
سو اِک خاموش اظہار ملامت ہے مرا پردہ